نمبر ۳۳ | ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۲ ستمبر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو ابھی تک کھانسی کی شکایت ہے۔ احباب صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔

۱۲ ستمبر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے محلہ دار الرحمت میں چوہدری عبد الرحیم صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین لاہور کے مکان کی بنیادی اینٹ رکھی اور دعا فرمائی۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب لاہور اور شملہ کے سفر سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ۱۱ ستمبر کو ایک ہفتہ کی رخصت پر پٹیالہ تشریف لے گئے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالٰے کو کسی حالت میں نہ بھلایا جائے

(فرمودہ ۱۴ ستمبر ۱۹۰۷ء)

"ہماری جماعت کو یہ بات بہت ہی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالٰے کو کسی حالت میں نہ بھلایا جائے۔ ہر وقت اسی سے مدد مانگتے رہنا چاہیئے۔ اس کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں۔ خوب یاد رکھو۔ کہ وہ ایک دم میں فنا کر سکتا ہے طرح طرح کے دکھ اور مصیبتیں موجود ہیں بے خوف اور نڈر ہونے کا مقام نہیں۔ اس دنیا میں ہی جہنم ہو سکتا اور بڑے بڑے مصائب آ سکتے ہیں۔ خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کوئی کسی کی مصیبت میں کام نہیں آ سکتا۔ اور کوئی شریک ہمدردی نہیں کر سکتا۔ جب تک خدا خود دستگیری نہ کرے اور اپنے فضل سے آپ اس مصیبت کو دُور نہ کرے۔ اسی واسطے ہر ایک کو چاہیئے کہ خدا کے ساتھ پوشیدہ علاقہ رکھے۔ جو شخص جرأت کے ساتھ گناہ فسق و فجور اور معصیت میں مبتلا ہوتا ہے۔ وہ خطرناک حالت میں ہوتا ہے۔ خدا تعالٰے کا عذاب اس کی تاک میں ہوتا ہے۔ اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو۔ تو تقوٰی اختیار کرو۔ اور وہ سب باتیں جو خدا کو ناراض کرنے والی ہیں چھوڑ دو جب تک خوفِ الٰہی کی حالت نہ ہو۔ تب تک حقیقی تقوٰے حاصل نہیں ہو سکتا۔ کوشش کرو۔ کہ متقی بن جاؤ۔ جب وہ لوگ ہلاک ہونے لگتے ہیں۔ جو تقوٰی اختیار نہیں کرتے۔ تب وہ لوگ بچا لئے جاتے ہیں۔ جو متقی ہوتے ہیں۔ ایسے وقت ان کی نافرمانی انہیں ہلاک کر دیتی ہے۔ اور ان کا تقوٰی انہیں بچا لیتا ہے۔ انسان اپنی چالاکیوں۔ شرارتوں اور غداریوں کے ساتھ اگر بچنا چاہے۔ تو ہرگز نہیں بچ سکتا۔ کوئی انسان بھی نہ اپنی جان کی حفاظت کر سکتا ہے۔ نہ مال و اولاد کی حفاظت کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی اور کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ جب تک کہ اللہ تعالٰے کا فضل نہ ہو۔ خدا تعالٰے کے ساتھ پوشیدہ طور پر ضرور تعلق رکھنا چاہیئے۔ اور پھر اس تعلق کو محفوظ رکھنا چاہیئے۔ عقلمند انسان وُہی ہے۔ جو اس تعلق کو محفوظ رکھتا ہے۔" (الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۷ء)

تبلیغی رپورٹ

احمدیہ مشن لنڈن کی تبلیغی مساعی

مسجد میں تقریریں

گزشتہ ماہ بھی ہر اتوار کو مسجد میں تقاریر کا سلسلہ جاری رہا۔ ۲۳۔ جولائی ڈاکٹر سلیمان صاحب آف افریقہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح کے متعلق تقریر کی۔ بعد ازاں جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے بہت اچھے پیرایہ میں یہ بیان فرمایا۔ کہ جس طرح آج دنیا کی تمام اقوام ظاہری اور سیاسی طور پر متحد ہو رہی ہیں۔ اور اس کے لئے نئے نئے ذرائع نکل آئے ہیں۔ اسی طرح تمام اقوام کے روحانی اتحاد کا وقت بھی آ پہونچا ہے۔ اور عنقریب اسلام اپنے اس مقصد میں انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔ اس کے بعد کے اتوار کو کیپٹن ڈاکٹر محمد منور خاں صاحب آفریدی آئی۔ ایم۔ ایس نے اسلام اور صفائی کے متعلق عمدہ تقریر کی۔ جس میں طبی نقطۂ نگاہ سے اسلام کے احکام صفائی کی حکمت اور حرام کردہ اشیائ کے مضرات بیان کئے۔ اس موقعہ پر بھی جناب چودھری صاحب مکرم نے [illegible] تقریر کی۔ اور بعض نومسلموں نے جو سوالات کئے۔ ان کے جواب دیئے۔

۶۔ اگست ہمارے ایک نوجوان نومسلم مسٹر عمر نے توحید باری تعالےٰ پر اچھی تقریر کی۔ جس میں انہوں نے اس رنگ میں دلچسپ مضمون بیان کیا۔ کہ مصری تمدن اور خیالات کے متعلق غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کے پیرو بنی اسرائیل نے مصر کے پرانے خیالات کی وجہ سے تثلیث کی تعلیم کا رواج دیا۔ اس پر بعض یہود (جو تقریر میں موجود تھے) اور نومسلموں نے سوالات کئے۔ جن کے جواب دیئے گئے۔ ۲۰۔ اگست ۱۹۳۳ء کو میر عبد السلام صاحب بی اے نے International Religion. پر مفصل تقریر کی۔ اور جو بہت سے غیر مسلم حاضر تھے۔ ان کی واقفیت کے لئے اسلام کی برتری کے وجوہ بیان کئے۔

مکرم جناب ورد صاحب ہر تقریر کے بعد اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے۔ اس کے علاوہ دو مستقل تقریریں بھی کیں۔ ایک میں آپ نے نومسلموں کے لئے بعض نہایت ضروری نصائح بیان کیں اور بتایا۔ کہ کس طرح ہم حقیقی اسلام سیکھ سکتے ہیں۔ اور کہ ہمیں کیوں اور کس طرح اس مقصد کو حاصل کرنا چاہیئے۔ دوسری تقریر میں International Religion. پر اظہار خیالات کرتے ہوئے اسلام کی بعض خصوصیات بہت اچھے پیرایہ میں بیان کیں۔ اور ثابت کیا۔ کہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس کو تمام مذاہب اور اقوام تسلیم کر سکتی ہیں۔ کیونکہ یہی ایک مذہب ہے۔ جو ہر مذہب کی صداقت کو تسلیم کرتا۔ اور بین الاقوامی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔

جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب کی طرف سے دعوت

۷۔ اگست کو مکرم محترم جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب مسجد سے تعلق رکھنے والے احباب کو شہر سے باہر پچیس تیس میل کے فاصلہ پر ایک عمدہ علاقہ میں سیر کے لئے لے گئے۔ آپ کا یہ خیال اس نیک خواہش پر مبنی تھا۔ کہ اس طرح تمام دوست آپس میں ملاقات کر کے اپنے تعلقات بڑھا سکیں۔ اور آپس میں اتحاد و رابطہ پیدا ہو چنانچہ تاریخ مذکور کو ایک موٹر کوچ کرایہ پر لی گئی۔ اور تمام پارٹی جس میں چالیس سے زیادہ اصحاب تھے۔ سیر کے لئے گئے۔ اور شام کو واپس لنڈن آگئے۔ چائے کا انتظام جناب چودھری صاحب کی طرف سے وہیں کیا گیا تھا۔ اور کھانے کی اشیاء لنڈن سے لے گئے تھے۔ یہ امر خصوصیت سے ذکر کرنے کے قابل ہے۔ کہ مکرم جناب چوہدری صاحب راستہ میں بھی۔ اور وہاں بھی خود میزبانی کے فرائض ادا کرتے رہے۔ واپسی پر تمام احباب نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ اور بعض نے بعد میں شکریہ کی چٹھیاں بھی لکھیں۔

پبلک تقریریں

خاکسار نے عرصہ زیر رپورٹ میں چار پبلک تقریریں کیں۔ جن میں اسلام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل بیان کئے۔ اسلام پر جو عام طور پر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کے بھی جواب دیئے گئے بعض دفعہ دو دو گھنٹہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور سینکڑوں انسانوں کو پیغام حق پہنچایا گیا۔ بہت سے لوگوں سے انفرادی گفتگو بھی ہوتی رہی۔ مکرم بابو عزیز الدین صاحب اور ان کے بیٹے مسٹر عبد العزیز نے بھی اسلام کی خوبیوں کے متعلق تقریریں کیں۔

ایک روٹری کلب میں تقریر

۱۷۔ اگست خاکسار نے Barnet. کی روٹری کلب میں تقریر کی۔ روٹری کے مقاصد میں سے ایک مقصد بین الاقوامی تعلقات کو ترقی دینا بھی ہے۔ خاکسار نے اسلام کی یہ خوبی بیان کرتے ہوئے۔ کہ یہ تمام مذاہب کے راہنماؤں کی عزت کرتا۔ اور اپنے ماننے والوں کو ان کی صداقت تسلیم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ ثابت کیا۔ کہ یہی ایسا مذہب ہے۔ جو تمام اقوام میں اتحاد پیدا کر سکتا ہے۔ اور وہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ جس طرح ہم دوسرے مذاہب کی صداقت مانتے ہوئے محبت کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ ان مذاہب کے پیرو بھی ہمارے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں۔ اس امر کو مفصل بیان کرتے ہوئے بعد میں مختصر طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح زندگی بیان کئے۔ اور اس اعتراض کا جواب دیا۔ کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا۔ قرآن مجید کی تعلیم بھی پیش کی۔ تقریر کے بعد شکریہ ادا کرنے والے نے اس امر کا ذکر کیا۔ کہ یہ تقریر روٹری کے مقصد کو پورا کرتی ہے۔ اور ہمیں امید کرنی چاہیئے۔ کہ تمام اقوام میں اتحاد ہو جائے گا۔

تعلیم و تربیت

ہر اتوار اور دوسرے دنوں میں بھی نومسلموں کو سبق پڑھائے گئے۔ اور چھ اشخاص کو خصوصیت سے تبلیغ کی۔ جن میں سے ایک نے اسلام قبول کیا۔ تبلیغی اغراض سے کئی ایک چٹھیاں لکھیں۔ اور کچھ لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

خاکسار محمد یار عارف۔ مبلغ انگلستان۔ ۲۲ اگست ۱۹۳۳ء

کتاب "بیان المجاہد" کے متعلق اعلان

کتاب "بیان المجاہد" جو مولوی غلام احمد صاحب نے شائع کی ہے۔ کوئی صاحب اس وقت تک نہ خریدیں۔ جب تک نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے اس کی خریداری کا اعلان نہ ہو۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

کشمیر مسلم کانفرنس کا اجلاس

(تار بنام الفضل)

سری نگر ۱۱ ستمبر۔ آج جموں کشمیر مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کا جلسہ منعقد ہوا۔ کمیٹی کے ارکان دونوں صوبوں اور پونچھ سے جلسہ میں شمولیت کے لئے وقت پر پہونچ گئے تھے۔ آج ایجنڈا ایوان کے سامنے پیش ہوا۔ اور ابتدائی بحث و تمحیص کی گئی۔ کل دوبارہ مجلس متذکرہ کا جلسہ ہوگا۔ اور زیر بحث معاملات پر غور کیا جائے گا۔ آخری اہم تصفیہ جات کے لئے مجلس عاملہ کے فوراً بعد جنرل کونسل کا انعقاد عمل میں آئے گا۔

تبلیغ بذریعہ اشاعت کیلئے روپیہ کی ضرورت

مجلس مشاورت پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تبلیغ بذریعہ اشاعت کے لئے بارہ سو (۱۲۰۰) روپے کے متعلق فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ یہ روپیہ جماعت پورا کر دے۔ ابھی تک اس مد میں بہت تھوڑی رقم موصول ہوئی ہے۔ جماعتیں توجہ فرمائیں۔ الفضل نمبر ۱۵۲ میں پہلے اعلان کیا جا چکا ہے۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

یوم التبلیغ کے متعلق ہر احمدی کا فرض

کسی احمدی کو اس فرض کی ادائیگی سے محروم نہیں رہنا چاہیئے

یوم التبلیغ کی غرض

جیسا کہ گزشتہ پرچہ میں اعلان کیا جاچکا ہے۔ اس سال کا دُوسرا یوم التبلیغ ۲۲ اکتوبر قرار پایا ہے۔ جبکہ ہر احمدی مرد و عورت کو اپنی تمام دوسری مصروفیتوں اور مشغولیتوں سے علیحدگی اختیار کرکے بہتر سے بہتر رنگ میں تبلیغ احمدیت کا فرض ادا کرنا چاہیئے۔ یوں تو ہر وقت ہی ہر احمدی کو یہ فرض پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے تبلیغ کے لئے سال میں ایک خاص دن اس لئے تجویز فرمایا ہے کہ ایک ہی وقت میں جہاں جہاں احمدی ہوں۔ اور جہاں وُہ پہونچ سکتے ہوں تبلیغ کا غلغلہ بلند کیا جائے۔ تاکہ لوگ خصوصیت کے ساتھ اس طرف متوجہ کئے جاسکیں۔ اور وُہ اشخاص جو مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور تحقیق حق کے خواہش مند ہیں۔ اس دن فرصت نکال کر تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے تیار ہوسکیں۔

گزشتہ سال کا یوم التبلیغ

گزشتہ سال یہ مبارک کام ۸ اکتوبر کو سرانجام دیا گیا تھا۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے نہایت شاندار طور پر سرانجام دیا گیا تھا ہر مقام کے احمدی مردوں اور عورتوں نے خاص انتظام کے ماتحت علیٰحدہ علیٰحدہ حلقے مقرر کرکے ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگوں میں نہایت عمدگی سے تبلیغ کی تھی۔ اور ان کی توجہ تبلیغ احمدیت کی طرف مبذول کرنے میں بہت کامیابی حاصل کی تھی۔ اب کے امید ہے۔ کہ گزشتہ سال سے بھی زیادہ اہتمام کے ساتھ یہ فرض ادا کیا جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام دنیا کے لئے ہیں

جماعت احمدیہ کے ہر فرد پر یہ حقیقت خوب اچھی طرح واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ نے تمام دُنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ اور آپ کے برکات و فیوض ہر قوم۔ ہر مذہب۔ اور ہر ملک کے لئے ہیں۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"میرا اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کرکے بھیجا ہے۔ ایسا ہی ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۹)

تبلیغ احمدیّت کی ضرورت

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ تبلیغ احمدیت کا کام کتنا اہم اور کس قدر وسیع ہے۔ اور اسے سرانجام دینے کے لئے ان خوش قسمت اور خوش نصیب اصحاب کے ذمہ کیا فرض عائد ہوتا ہے جنہیں خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے اپنے مامور اور مرسل کو شناخت کرنے کی توفیق بخشی۔ اور جنہیں اس نُور سے حصہ ملا۔ جو خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ساری دنیا کے لئے نازل کیا۔

ہر احمدی مبلّغ ہے۔

اس فرض کی ادائیگی کے لئے ایک تو وُہ انتظامات ہیں۔ جو مرکزی طور پر موجود ہیں۔ اور جن کو کامیاب بنانے کے لئے کوشش کرنا ہر احمدی کا فرض ہے لیکن اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ ہر احمدی ذاتی طور پر تبلیغ احمدیت میں مصروف رہے۔ اور اس طرح عملی طور پر خدا تعالےٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شناخت کرنے کے رنگ میں اس پر نازل ہوچکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ متعدد بار ہر احمدی کو اس کا یہ فرض یاد دلاچکے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت میں اس کے متعلق کافی احساس پایا جاتا ہے۔

یوم التبلیغ کے فوائد

اسی سلسلہ میں حضور نے یہ تجویز منظور فرمائی۔ کہ فی الحال سال میں کم از کم ایک دن ایسا مقرر کیا جائے۔ جبکہ ہر احمدی تبلیغ میں مصروف ہے۔ اس طرح ایک طرف تو ہر جگہ ایک ہی وقت تبلیغ کا چرچا بلند ہوکر غافل اور لاپروا۔ لوگوں کو بھی متوجہ کرنے کا ذریعہ بن سکے گا۔ اور دوسری طرف وُہ احمدی جو عام طور پر انفرادی تبلیغ کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اور اس بارے میں رکیک عذرات پیش کیا کرتے ہیں۔ انہیں جب ایک دن لازمی طور پر تبلیغ کے لئے نکلنا پڑے گا۔ اور وُہ اس کام میں مسرت اور کامیابی محسوس کریں گے تو جو عذرات وُہ پیش کیا کرتے ہیں۔ ان کا بے بنیاد ہونا خود بخود ان پر واضح ہو جائے گا۔ اور وُہ سال کے دوسرے ایام میں بھی تبلیغ کرنے کی طرف متوجہ ہوسکیں گے۔

ظاہر ہے۔ کہ یوم التبلیغ کے یہ فوائد نہایت عظیم الشان ہیں یہ مبارک دن نہ صرف ہر احمدی کو تبلیغ کے متعلق اپنا فرض ادا کرنے کا خصوصیت سے موقعہ دیتا ہے۔ بلکہ بھولی بھٹکی اور غافل دُنیا کو اپنے خالق و مالک کے آستانہ پر جھکانے کا باعث بنتا ہے اس وجہ سے ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ اسے کامیاب بنانے اور اس سے متعلق اپنا فرض ادا کرنے میں پوری کوشش اور سعی سے کام لے۔

یوم التبلیغ کے انتظام کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا اس کے متعلق یہ ارشاد ہے۔ کہ جہاں جہاں احمدی موجود ہیں۔ وہاں ایسا انتظام کیا جائے۔ کہ ہر احمدی خواہ مرد ہو۔ یا عورت۔ اس دن تبلیغ میں مشغول ہوسکے اور کوئی باقی نہ رہ جائے۔ اس غرض کے لئے اس قسم کی فہرستیں بن جانی چاہئیں۔ جن میں یہ درج ہو۔ کہ کون کون اصحاب اپنے گھر پر لوگوں کو مدعو کرکے تبلیغ کریں گے۔ کتنے ایسے ہیں۔ جو بازاروں اور گزرگاہوں پر کھڑے ہوکر تبلیغ کریں گے۔ کتنے ایسے ہیں جو دوسرے مقامات پر جاکر تبلیغ کریں گے۔ غرضیکہ ہر رنگ اور ہر طریق سے تبلیغ کرنے والوں کی تعیین ہونی چاہیئے۔ اور پھر مقررہ دن دیکھا جائے۔ کہ مجوزہ انتظام کے ماتحت تبلیغ کی جارہی ہے۔

گزشتہ سال کا تجربہ

اس بارے میں احمدی جماعتوں کو گزشتہ سال کے یوم التبلیغ کی وجہ سے ایک حد تک تجربہ حاصل ہوچکا ہے۔ جہاں انہیں ان مشکلات اور روکاوٹوں کا علم ہوگیا۔ جو اس کام میں پیش آسکتی ہیں۔ وہاں انہیں یہ بھی معلوم ہوچکا۔ کہ کونسا طریق مؤثر ہوسکتا۔ اور مفید نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ اس لئے امید ہے۔ کہ وہ اب کے گزشتہ سال کی نسبت

زیادہ بہتر اور زیادہ مکمل انتظام کر سکیں گے *

تبلیغ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد

اس موقعہ پر ہم اس خاص ہدایت کی طرف بھی احباب کو توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۶۔ مارچ کے یوم التبلیغ کے موقعہ پر ارشاد فرمائی تھی۔ اور جو خلاصۃً یہ ہے۔ کہ گفتگو کرتے ہوئے خدا تعالےٰ کے تازہ نشانات۔ اور سادہ عام فہم باتیں پیش کی جائیں۔ اللہ تعالےٰ نے ہر شخص کی عقل کے مطابق اس کے لئے نشانات رکھے ہیں۔ ان کو پیش کرنا چاہیئے لوگوں کو دین کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ہمارے پاس اصل چیز زندہ خدا ہے۔ اس کے تازہ نشانات ہم روز دیکھ رہے ہیں انہیں پیش کرنا چاہیئے۔ اور بتانا چاہیئے۔ کہ ہر ایک کے لئے اللہ تعالےٰ سے ملنے کا رستہ کھلا ہے۔ اور وُہ وُہی رستہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دکھایا ہے *

آسان طریق تبلیغ

یہ طریق تبلیغ جہاں نہایت مؤثر اور نتیجہ خیز ہے۔ وہاں نہایت آسان بھی ہے۔ کیونکہ ہر ایک احمدی خواہ مرد ہو۔ خواہ عورت اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے جو نشانات خود مشاہدہ کئے ہیں۔ وُہ انہی نشانات کو دوسروں کے سامنے نہایت عمدگی کے ساتھ پیش کر سکتا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ جو نشانات اس کی ہدایت کا موجب ہوئے۔ انہیں جب اسی کے درجہ اور طبقہ کے لوگ توجہ سے سنیں۔ اور ضد و تعصب سے علیحدہ ہو کر ان پر غور کریں۔ تو ان کے لئے ہدایت کا باعث نہ بنیں۔ پس ہر احمدی کو خدا تعالےٰ کے فضل اور تائید پر بھروسہ کرتے ہوئے اس سے کامیابی کی دُعائیں مانگتے ہوئے اور لوگوں کی ہمدردی و خیر خواہی کے جذبات سے اپنے قلوب کو پُر رکھتے ہوئے تبلیغ میں مصروف ہو جانا چاہیئے۔ اور کسی احمدی کو یہ سعادت حاصل کرنے سے محروم نہیں رہنا چاہیئے *

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبشر الہامات

یہ بات یقیناً احباب کرام کے ازدیاد ایمان اور ان کے جوش تبلیغ میں اضافہ کا موجب ہوگی۔ کہ اکتوبر کا مہینہ جماعت احمدیہ کی فتح و نصرت۔ کامیابی اور کامرانی کے ساتھ خاص طور پر تعلق رکھتا ہے۔ جس کا پتہ ان الہامات سے لگتا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس مہینہ میں ہوتے رہے ہے۔ چنانچہ ۹ر اکتوبر ۱۸۸۳ء کو آپ کو الہام ہوا۔ لا رادّ لفضلہ۔ یعنی خدا تعالےٰ کے فضل کو کوئی رد کرنے والا نہیں۔ ۲۰ر اکتوبر کا الہام ہے۔ "یہ خدا کا کام ہے اللہ اکبر" ۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۶ء کے یہ الہامات ہیں۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ یاتون من کل فج عمیق۔ یاتیک رجال نوحی الیہم من السماء۔ ۸۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء کا الہام ہے "خیر اور نصرت اور فتح انشاء اللہ" ۲۲ر اکتوبر ۱۸۸۳ء کا الہام ہے

"فتح کا نقارہ بجے"

ان میں سے ہر ایک الہام نہایت شاندار اور مبشر ہے۔ اور جماعت احمدیہ کی کامیابی۔ اور غلبہ کا کھُلا کھُلا پتہ دے رہا ہے۔ گویا جماعت احمدیہ کے لئے خدا تعالےٰ کی نصرت اور فتح مقدر ہو چکی ہے۔ اب اگر ضرورت ہے۔ تو صرف یہ کہ اس خیر اور نصرت اور فتح کے حصول کے لئے۔ اور فتح کا نقارہ بجانے کے لئے جو فرض جماعت کے ذمہ ہے۔ اسے ادا کرے۔ اور اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی نصرت اور فتح کے فضل کو جذب کرنے کے قابل بنائے۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ تبلیغ احمدیت کے متعلق ہر قسم کی کوتاہی اور سُستی کو ترک کر دیا جائے۔ اور کوئی احمدی ایسا نہ رہے۔ جو اپنے حلقہ میں تبلیغ نہ کرتا ہو۔ یوم التبلیغ اس فرض کی ادائگی کے لئے ایک معمولی سا موقعہ ہے۔ جس کے لئے نہ تو کوئی خاص قربانی کرنی پڑتی ہے۔ اور نہ کسی خاص اہتمام کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر جماعت احمدیہ اس سے عمدگی کے ساتھ فائدہ اٹھائے۔ اور پوری پوری سرگرمی کا اظہار کرے۔ تو خدا تعالےٰ ایسی طاقت اور قوت عطا کر دے گا۔ کہ تبلیغ کو اور زیادہ وسعت دینے کے مواقع نکل سکیں۔ اور خدا تعالےٰ اپنے فضل سے وُہ وقت لے آئے۔ جبکہ خیر اور نصرت اور فتح کا وعدہ اپنی مکمل شکل میں پورا ہو جائے۔ یعنی دنیا میں ہر سُو اسلام کی فتح کا نقارہ بجنے لگے۔ پس کسی احمدی کو سوائے اس کے جو کسی وجہ سے مجبور و معذور ہو۔ اور جو اپنی مجبوری سے مخلصی حاصل نہ کر سکے۔ یوم التبلیغ کے متعلق اپنا فرض ادا کرنے سے قاصر نہیں رہنا چاہیئے۔ ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگوں کو پورے جوش کے ساتھ اس میں حصہ لینا چاہیئے *

مرد و عورت کے جنسی تعلقات اور اسلام

اسلام کے سوا اور کسی مذہب نے نہ صرف رہبانیت اور مجردانہ زندگی بسر کرنے کی مذمت نہیں کی۔ بلکہ اسے بڑی نیکی اور خوبی کا کام قرار دیا ہے۔ عیسائیت نے بغیر شادی کئے زندگی بسر کرنے والے مردوں اور عورتوں کو روحانیت کے اعلےٰ درجہ پر بتایا ہے۔ اسی طرح ہندو دھرم نے بھی بلکہ بانی آریہ سماج نے بھی ایسی زندگی کی بہت کچھ تعریف و توصیف کی ہے۔ لیکن چونکہ یہ قانون قدرت اور منشاء الٰہی کے صریح خلاف ہے۔ اس لئے اس کے نتائج نہایت افسوسناک بلکہ شرمناک نکلتے رہتے ہیں۔ اور اب تو وُہ اس قدر واضح ہو چکے ہیں۔ کہ رہبانیت کو خاص اہمیت دینے والے مذاہب کے پیرو علے الاعلان اس کی مخالفت کر رہے ہیں *

ولایت میں ایک مالدار شخص نے اپنی نوجوان لڑکی کے متعلق وصیت میں یہ شرط لگا دی۔ کہ اگر لڑکی شادی نہ کرے۔ تو اسے پچاس ہزار پونڈ دیئے جائیں۔ لیکن لڑکی نے اس شرط کو ٹھکرا دیا۔ اور بالفاظ "ملاپ" (۷ ستمبر) "دولت پر ایک قدرتی جذبہ کی تکمیل کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ یعنی شادی کر لی"

اس کے بعد لڑکی نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور ایک انگریزی عدالت نے ایک ایسی چیز کو جسے عیسائیت میں خاص اہمیت دی گئی ہے۔ یعنی رہبانیت۔ اسے کوئی وقعت نہ دیتے ہوئے یہ فیصلہ کر دیا۔ کہ وصیت میں یہ شرط کہ لڑکی شادی نہ کرے خلاف قانون ہے۔ لہٰذا لڑکی شادی کر لینے کے باوجود پچاس ہزار پونڈ کی رقم حاصل کرنے کی حقدار ہے *

اس فیصلہ کو حق بجانب قرار دیتا ہُوا آریہ سماجی اخبار "ملاپ" (۷ ستمبر) لکھتا ہے:-

"ایک دفعہ پھر اس حقیقت کا اعلان کر دیا گیا۔ کہ جانداروں کی دُنیا میں جنسی تعلق ایک لابدی چیز ہے جس سے انحراف ناممکن ہے" مگر یہ لکھتے ہوئے بھول گیا۔ کہ آریہ سماج کا بانی اس کے خلاف یہ تعلیم اپنے پیرووں کو دے گیا ہے۔ کہ "وُہ مرنے تک برہم چاری رہ سکیں۔ تو اچھا ہے۔ کہ رہیں" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۲)

جبکہ خود آریوں کے نزدیک بھی جنسی تعلق ایسی لابدی چیز ہے جس سے کسی انسان کا انحراف ناممکن ہے۔ تو کیا یہ ظاہر نہیں۔ کہ جو مذہب اس سے انحراف کی تعلیم دیتا ہے۔ وُہ قطعاً قابل عمل نہیں۔ اور جو لوگ انحراف کے دعویدار ہوتے ہیں۔ وُہ بھی ظاہرہ طور پر ہی ایسا کرتے ہیں *

بنگال کے ناکردہ گناہ مسلمان مصیبت میں

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ اس وقت دہشت انگیزی کا سب سے زیادہ زور بنگال میں ہے۔ اور سرکاری افسروں پر قاتلانہ حملے کرنے والے ہندو نوجوان ہی ہیں۔ مسلمانان بنگال کو ان خلاف قانون۔ اور خلاف انسانیت حرکات سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن ہمیں یہ معلوم کر کے نہایت ہی افسوس ہُوا۔ کہ تشدد پسند ہندوؤں کے افعال کے نتیجہ میں مسلمانان بنگال بھی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ خان بہادر چودھری عبدالحفیظ صاحب نے میدنا پور کے حادثۂ قتل کے متعلق اظہار افسوس کرتے ہوئے یہ بھی کہا۔ کہ "ہم مسلمان مصیبت میں اس لئے ہیں۔ کہ برطانیہ کے لوگ اس قدر باخبر نہیں۔ کہ وُہ مسلمان بنگالیوں اور ہندو بنگالیوں میں امتیاز کر سکیں۔ اور یہ چیز ان کے دل نشین ہو جائے۔ کہ صرف ہندو بنگالی ہی بنگال میں دہشت انگیزی کا باعث ہیں۔ اور مسلمان بنگالیوں کو اس سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں" (وحدت ۸ ستمبر)

اگر اس امر میں کچھ بھی حقیقت ہے۔ تو حکومت کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس سے نہ صرف اس کے فہم اور تدبر پر حرف آتا ہے۔ بلکہ سیاسیات ملکی کے لحاظ سے بھی نہایت نقصان رساں بات ہے۔ اور ان حالات میں انارکسٹ بنگالی ہندوؤں کو موقعہ مل سکتا ہے۔ کہ وُہ مسلمان نوجوانوں کو حکومت کے خلاف مشتعل کر سکیں بے شک بنگالی مسلمانوں نے دہشت انگیز افعال سے [illegible] کر کے حکومت پر احسان نہیں کیا۔ بلکہ اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہے۔ لیکن یہ مطالبہ کرنا تو ان کا حق ہے۔ کہ حکومت مسلمان بنگالیوں اور ہندو بنگالیوں میں امتیاز کرے۔ تاکہ ناکردہ گناہ مسلمان مصیبت کا شکار نہ ہوں۔ اور وُہ دہشت انگیزوں کے مقابلہ میں قیام امن اور احترام قانون کے لئے حکومت کی بہتر سے بہتر مدد کر سکیں *

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادائیگی نماز اور درس القرآن کے متعلق ضروری ارشاد

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۸ ستمبر ۱۹۳۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے اُس **خطبہ جمعہ** میں جو پالم پور کے قیام کے دوران میں قادیان آکر پڑھا تھا۔ یہ ارادہ ظاہر کیا تھا۔ کہ چونکہ جگہ قریب ہے۔ اس لئے میرا ارادہ ہے۔ کہ ایک دو جمعہ کے وقفہ کے بعد یہاں آکر خطبہ پڑھا دیا کروں۔ لیکن انسان عالم الغیب نہیں۔ اور **اللہ تعالیٰ کی مشیتیں** کسی کو معلوم نہیں۔ یہاں سے واپس جاتے وقت جب ہم پٹھانکوٹ پہنچے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ **دریائے چکی کا پُل** جو چالیس سال سے محفوظ چلا آرہا تھا۔ اور نہایت مضبوط پل تھا پانی کے زور سے اس کا ایک بہت بڑا حصہ ٹوٹ کر بہہ گیا ہے اور موٹروں کی آمد و رفت جب تک کہ پل دوبارہ نہ بن جائے۔ ناممکن ہوگئی ہے۔ اس وجہ سے جو میرا ارادہ تھا۔ کہ درمیان میں آتا رہونگا وہ پورا نہ ہوسکا۔ اور اس عرصہ میں ایسے **کئی مضامین** جن کے متعلق اگر مجھے موقعہ ملتا۔ تو میں انہیں بیان کرتا۔ بیان ہونے سے رہ گئے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو مجھے امید ہے۔ آئندہ مختلف اوقات میں ان کے متعلق کچھ کہنے کا موقعہ مل جائے گا انہی امور میں سے جن کے متعلق میں نے پالم پور کے قیام کے دنوں میں ہی بعض باتیں کہنے کا ارادہ کیا تھا۔ ایک بات کے متعلق آج کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس کے شروع کرنے سے پیشتر ایک اور معاملہ کے متعلق جو کل ہی ہوا ہے۔ میں اپنی جماعت کو عموماً اور **قادیان کی جماعت** کو خصوصاً واقف و آگاہ کرنا چاہتا ہوں:۔

میں نے پہلے بھی اس بارے میں ایک دفعہ دوستوں کو مسجد مبارک میں نماز سے پہلے یا بعد کھڑے ہو کر جو **صحیح طریق** ہے۔ اس سے آگاہ کیا تھا۔ مگر مجھے افسوس سے معلوم ہوا ہے کہ پھر ویسی ہی غلطی ہوگئی۔ کل صبح کی نماز پڑھانے جب میں مسجد میں آیا۔ تو وہاں سے جاتے ہی مجھے کچھ حرارت اور سینہ اور سر کے درد کی تکلیف ہوگئی۔ جس کی وجہ سے میں سارا دن نمازوں میں نہ آسکا۔ جیسا کہ یہاں طریق ہے۔ اور جیسا کہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ کسی کو معلوم نہیں ہوسکتا۔ کہ بیماری کب آتی اور کب دور ہو جاتی ہے ہر **نماز کے وقت** مؤذن دریافت کرلیتا ہے۔ کہ آیا میں نماز پڑھانے کے لئے آؤنگا یا نہیں۔ اسی طرح کل بھی مؤذن آتا رہا۔ اور میں جواب دیتا رہا۔ کہ میں نہیں آسکتا۔

مغرب کے وقت بھی وہ آیا۔ اور میں نے کہا۔ کہ میں نہیں آسکتا۔ لیکن وہ خادمہ جس نے یہ پیغام پہنچایا۔ اس نے بجائے یہ کہنے کے کہ میں نہیں آسکتا یہ کہدیا۔ کہ میں ابھی آتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے۔ وہ مؤذن بھی ناواقف ہے۔ کیونکہ پہلے اس نے شروع وقت میں اطلاع دی تھی۔ اگر واقف ہوتا۔ تو پانچ سات منٹ کے بعد پھر دریافت کرلیتا۔ لیکن وہ خموش بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ جب مغرب کی نماز کا وقت ختم ہونے میں دو چار منٹ ہی باقی رہ گئے۔ تو اس نے پھر مجھے آواز دی۔ میں نے خیال کیا۔ کہ چونکہ یہ دور جگہ ہے (اس وقت حضور کوٹھی دارالحمد میں تشریف رکھتے تھے۔) اس لئے وہ ذرا پہلے **عشاء کی نماز کی اطلاع** دینے آگیا ہے۔ لیکن میرے دریافت کرنے پر اس نے کہا۔ کہ میں مغرب کے وقت سے ہی بیٹھا ہوا ہوں۔ اور مغرب کی نماز کی اطلاع دے رہا ہوں۔ کیونکہ خادمہ نے آپ کے متعلق کہا تھا۔ کہ ابھی آتے ہیں۔ وہ ایسا تنگ وقت تھا۔ کہ میں سمجھا اگر لوگ اس کی اطلاع کے انتظار میں ابھی تک بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے نماز نہیں پڑھی۔ تو پھر مغرب کا وقت گزر گیا۔ اس لئے بے اختیار میرے مونہہ سے نکلا

انا للہ وانا الیہ راجعون

کاش لوگوں نے اتنی سمجھ کی ہو۔ کہ نماز پڑھ لی ہو۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ معلوم ہوا۔ کہ لوگوں نے اس وقت تک نماز نہیں پڑھی تھی۔ اور وہ اطلاع دینے والے کے انتظار میں رہے حالانکہ میں نے ایک دفعہ **مسجد مبارک میں کھڑے ہو کر** اعلان کیا تھا۔ اور بتایا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ کسی جھگڑے کو طے کرنے کے لئے **نواحی مدینہ** میں تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت تنگ ہونے لگا۔ تو صحابہؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے کھڑا کر کے ان کی اقتدا میں نماز ادا کرلی۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں صحابہ اس خیال سے ایک شخص کو آگے کھڑا کرلیتے ہیں۔ کہ نماز کا وقت فوت نہ ہو جائے۔ تو اور کوئی انسان اس پایہ کا نہیں ہوسکتا۔ کہ اس کی عدم موجودگی کی وجہ سے نماز کا وقت فوت کردیا جائے۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ بعض لوگ **یاد دہانی کے محتاج** ہوتے ہیں۔ اور انہیں پچھلی باتیں بھول جاتی ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس موقعہ پر پھر یہ بات بیان کردوں۔ تاکہ زیادہ لوگ اس مسئلہ سے آگاہ ہوسکیں۔ کہ جب کبھی نماز میں دیر ہونے لگے۔ یا ایسے حالات ہوں۔ جیسا کہ کل تھے۔ تو نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ مثلاً **کل کے حالات** ایسے تھے۔ کہ سب کو معلوم تھا۔ میں بیمار ہوں۔ اور یہ قیاس کرلینا آسان تھا۔ کہ جب میں باقی نمازوں میں نہیں آیا۔ تو اس نماز میں

بھی نہیں آسکوں گا۔ ایسے وقت میں اپنے میں سے کسی کو آگے کھڑا کر کے نماز پڑھ لینی چاہیئے تھی۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں دور نہیں گئے تھے۔ بلکہ نواحی مدینہ میں ہی تھے لیکن صحابہ رضنے یہ خیال کر کے کہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اب آنا بھی چاہیں۔ تو نماز کے وقت تک نہیں پہنچ سکتے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی اقتداء

میں نماز ادا کر لی۔ یہی سنت ہے۔ اور یہی صحیح طریق ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ نمازوں کو جمع کر کے ادا کر لینا بھی جائز ہے۔ مگر اس طرح

امام کا ارادہ

معلوم ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ جب ایسی اطلاع نہیں تھی۔ تو اس کے یہی معنے تھے۔ کہ نمازیں الگ الگ ادا ہوں گی۔ اور جب مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ تو

لوگوں کا فرض

تھا۔ کہ اگر ان میں وہ لوگ ہوتے۔ جن کے متعلق میں نے کہا ہوا ہے۔ کہ اگر میں نہ آسکوں۔ تو فلاں شخص نماز پڑھا دیا کریں۔ اور اگر وہ بھی نہ ہوں۔ تو فلاں شخص تو انہیں آگے کھڑا کر کے نماز پڑھ لیتے۔ اور اگر ان میں سے کوئی نہ ہوتا۔ تو اپنے میں سے کسی کو بھی کھڑا کر کے نماز پڑھی جاسکتی تھی۔ اس میں

مسجد مبارک یا مسجد اقصیٰ

کا کوئی امتیاز نہیں۔ بلکہ جس مسجد میں بھی وقت تنگ ہونے لگے۔ اور یہ شبہ ہو جائے۔ کہ اگر امام کا اور انتظار کیا گیا۔ تو شائد نماز کا وقت جاتا ہے۔ تو اپنے میں سے کسی شخص کو کھڑا کر کے نماز ادا کر لیا کریں۔ خواہ میں امامت کراتا ہوں۔ یا کوئی اور۔ اس لحاظ سے مسجد مبارک یا مسجد اقصیٰ اور دیگر مساجد میں کوئی امتیاز نہیں نماز خدا تعالےٰ کے احکام میں سے ہے۔ اور اس کے احکام کا ایک نبی بھی ویسا ہی تابع ہوتا ہے۔ جیسا کہ کوئی اور شخص۔ ہاں اللہ تعالےٰ نے

آئمہ دین

کو ان کے کاموں کے لحاظ سے اس بات کی اجازت دی ہے۔ کہ اگر وہ ضرورت محسوس کریں۔ تو نمازیں جمع کر لیا کریں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس طرح نمازیں جمع کرائی ہیں۔ گو میں نے قرآن مجید پر اس مسئلہ کے لحاظ سے ابھی تک غور نہیں کیا۔ ممکن ہے۔ اس میں بھی یہ مسئلہ مل جائے۔ لیکن

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت

سے تو بہرحال ثابت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی یہی طریق تھا۔ کہ اگر امام اپنی ذمہ داریوں کی وجہ سے دیکھے کہ اب نمازوں کا جمع کرا دینا مناسب ہے۔ تو وہ نماز جمع کرا سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ثابت ہے۔ کہ آپ نے بغیر کسی ایسی ظاہری وجہ کے جو لوگوں کو معلوم ہو۔ نمازیں جمع کرائیں۔ اور آپ کے ساتھ صحابہ بھی نمازیں جمع کر لیتے تھے اسی طرح

سفر پر جاتے وقت

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازیں جمع کرتے۔ تو دوسرے لوگ بھی نمازیں اکٹھی پڑھتے۔ حالانکہ ان میں ایسے بھی ہوتے۔ جو سفر پر جانے والے نہ ہوتے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیماری کی وجہ سے گھر میں نمازیں جمع کر لیتے۔ جن میں گھر کے اور لوگ بھی شامل ہو جاتے۔ اعجاز المسیح کی تحریر کے وقت

ستّر دن تک

ظہر و عصر کی نمازیں جمع ہوتی رہیں۔ حالانکہ نہ بارش ہوتی۔ اور نہ کوئی اور وجہ تھی۔ مگر جب آپ جمع کرتے۔ تو دوسرے بھی جمع کر لیتے تھے۔ پس یہ تو جائز ہے۔ اور اگر میری طرف سے اعلان ہوتا۔ کہ میں نمازیں جمع کراؤں گا۔ تو لوگ انتظار کر سکتے تھے۔ پھر جمع دونوں وقت ہو سکتی ہیں۔ پہلے وقت میں بھی اور آخر وقت میں بھی۔

پس اگر میں نے کہا ہوتا۔ اور لوگ انتظار کرتے رہتے۔ تو جائز تھا۔ لیکن یہاں

قرائن قوی

موجود ہیں۔ کہ دیر ہوئی۔ اور لوگوں نے بغیر نمازوں کے جمع کرنے کی اطلاع کے نماز نہ پڑھی۔ حالانکہ میں نے کہدیا تھا۔ کہ میں نہیں آسکتا یہ ادب نہیں۔ بلکہ بے ادبی ہے۔ کیونکہ اس سے

اللہ تعالےٰ کے حکم کی بے ادبی

ہوتی ہے۔ پس میں آئندہ کے لئے اعلان کرتا ہوں۔ کہ دوستوں کو چاہیئے۔ اس بارے میں احتیاط رکھیں ؛

اس کے بعد میں دوسرا مسئلہ لیتا ہوں۔ اس کے متعلق مجھے

دو مہمانوں کی طرف سے رپورٹیں

پہنچیں۔ اور وہ نہایت ہی تکلیف دہ ہیں۔ تمام دوستوں کو معلوم ہے۔ کہ قریباً دو تین سال سے حلق کی خرابی کی وجہ سے میں

قرآن مجید کا درس

نہیں دے سکا۔ سال میں دو تین مہینے مجھے شدید کھانسی رہتی ہے اور اس دفعہ تو اس کا دوسرا دورہ بھی شروع ہو گیا۔ جلسہ سالانہ سے کھانسی کا دورہ شروع ہوا۔ اور اپریل میں ختم ہوا۔ اور اب سوا مہینے سے پھر کھانسی شروع ہے۔ جن لوگوں نے نمازوں میں میری پہلی آواز سنی ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ اب میری آواز بھرائی ہوئی ہوتی ہے۔ اور موجودہ اور پہلی آواز میں نمایاں فرق ہے۔ اس وقت اور مجبوری کی وجہ سے میں درس نہیں دے سکتا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ میں نے درس دینے کا ارادہ چھوڑ دیا ہے۔ نیت ہمیشہ یہی رہتی ہے۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ مجھے ذرا بھی افاقہ دے۔ تو میں پھر درس دینا شروع کر دوں۔ لیکن جب تک بھی یہ روک ہے اس وقت تک میں نے ایک اور صاحب کو درس دینے کے لئے مقرر کیا ہوا ہے۔ میرے پاس اس درس کے متعلق دو رپورٹیں آئی ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ وہ دونوں

ایک ہی رنگ میں رنگین

ہیں۔ لیکن باوجود اس قدر تشابہ کے ایک رپورٹ ایک مقام سے آئی ہے۔ اور دوسری دوسرے مقام سے۔ ممکن ہے۔ وہ رپورٹیں ایک ہی دن کی ہوں۔ ان میں اتنا تشابہ ہے۔ کہ حیرت ہوتی ہے ایک رپورٹ تو

ملک نادر خان صاحب

تحصیلدار ضلع منٹگمری کی ہے۔ وہ یہاں مئی کے آخر یا جون کے شروع میں آئے۔ میں پالم پور میں ہی تھا۔ کہ ان کا خط مجھے ملا۔ غالباً مہینہ کے قریب عرصہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے لکھا۔ کہ میں جب قادیان میں گیا۔ تو ایک بات میں نے

نہایت ہی تکلیف دہ

دیکھی۔ اور وہ یہ کہ مجھے معلوم تھا۔ کہ آپ کی بیماری کی وجہ سے درس ایک اور صاحب کے سپرد ہے۔ مجھے درس میں شامل ہونے کا خیال تھا۔ جب میں اس نیت سے شہر کی طرف آ رہا تھا۔ تو ایک جگہ دیکھا۔ کہ مداری کا تماشا ہو رہا ہے۔ جہاں مرد اور عورتیں جمع ہیں حالانکہ وہ درس کا وقت تھا۔ پھر وہاں سے چل کر آگے آیا۔ تو دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک طرف جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ یہ کدھر جا رہے ہیں۔ تو مجھے بتایا گیا۔ کہ

کبڈی کا میچ

ہوگا۔ میں نے کہا۔ یہ درس کا وقت ہے۔ کیا آج درس نہیں ہوگا تو انہوں نے بتایا۔ کہ آج کبڈی کی وجہ سے درس نہیں ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں۔ مجھے اس سے سخت افسوس ہوا۔ اور دل پر اس خیال سے صدمہ گزرا۔ کہ قادیان میں کبڈی کی وجہ سے قرآن مجید کا درس ملتوی کر دیا جاتا ہے۔

پھر میرے قادیان آنے سے چند دن پہلے

چودہری غلام محمد صاحب

پوہلا مہاراں ضلع سیالکوٹ نے مجھے خط لکھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور نہایت مخلص احمدی ہیں۔ لکھتے ہیں۔ کہ میں قادیان گیا۔ اور درس قرآن مجید سننے کے لئے مسجد کو جانے لگا۔ تو ایک نوجوان کو نہایت بے تابی سے دوڑتے ہوئے آتے دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ اس قدر بے تابی کی کیا وجہ ہے۔ وہ کہنے لگا۔ آج کبڈی کے میچ کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ میں مولوی صاحب سے یہ کہنے جا رہا ہوں۔ کہ آج درس نہیں ہونا چاہیئے۔ اور بعد میں معلوم ہوا۔ کہ واقعی اس روز درس بند کر دیا گیا۔ کیونکہ کبڈی جیسا ضروری کام ہونے والا تھا ؛

یہ امر میرے لئے اس قدر تکلیف دہ اور

رنج کا موجب

ہوا۔ کہ میں نے فیصلہ کیا میں قادیان جاکر پہلا خطبہ اسی کے متعلق پڑھوں گا۔ بعض اور دوستوں نے بھی اطلاع دی ہے۔ کہ جب درس ہوتا ہے۔ تو

بہت ہی کم لوگ

اس میں شامل ہوتے ہیں۔ عموماً چھوٹی جماعتوں کے بچے ہوتے ہیں۔ یا ایک دو مہمانوں میں سے بھولے بھٹکے وہاں چلے جاتے ہیں۔ باقی مدرسوں کے ٹیچر طالب علم۔ قادیان کے رہنے والے اور باہر سے آنے والے مہمان اسے

فرض کفایہ

سمجھتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر ایک بچہ بھی درس میں شامل ہو جائے۔ تو تمام قادیان والوں کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا۔ اور اب پھر کہتا ہوں۔ کہ جو لوگ آدمیوں کے لئے درس سنتے ہیں۔ وہ

خدا کی رضا کے وارث

نہیں ہو سکتے۔ ایسے آدمی بے شک ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ہیں۔ جنکو خدا تعالےٰ نے اس قدر علم دیا ہو۔ کہ خاص حالات میں یا خاص کاموں کی وجہ سے اگر درس میں شامل نہ ہو سکیں۔ تو انہیں نقصان نہ پہنچے پھر بعض لوگ معذور ہوتے ہیں۔ بعض سفر پر ہوتے ہیں۔ ان وجوہات سے اگر سو میں سے پندرہ یا بیس کی نسبت سے بھی کمی آجائے تو لوگ معذور سمجھے جا سکتے ہیں۔ اور خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ کچھ بیمار ہوں گے۔ کچھ سفر پر ہوں گے۔ اور جب اللہ تعالےٰ نے

بیمار کو اجازت

دی ہے۔ کہ اگر وہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے۔ تو بیٹھ کر پڑھ لے۔ اور اگر بیٹھ کر نہ پڑھ سکے۔ تو لیٹ کر پڑھ لے۔ تو قرآن مجید کا درس تو بہر حال نوافل میں سے ہے۔ اس کے متعلق بھی ایسی معذوریاں پیش آسکتی ہیں۔ اور اگر اس طرح درس سننے والوں میں کچھ کمی واقع ہو جائے۔ تو یہ قابل اعتراض بات نہیں لیکن اگر قادیان میں رہنے والوں میں سے

ایک فی صدی

آدمی بھی درس میں شریک نہ ہوں۔ تو کس قدر افسوس کی بات ہے اس وقت قادیان میں

چھ ہزار احمدی

بستے ہیں۔ ان میں سے اگر دس بارہ سال تک کے لڑکے لڑکیوں کو نکال دیا جائے۔ اور انہیں ڈیڑھ ہزار فرض کر لیا جائے۔ گو لڑکوں کے نکالنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ تو $4\frac{1}{2}$ ہزار باقی رہ جاتے ہیں۔ ان میں سے $2\frac{1}{4}$ ہزار اگر عورتیں نکال دی جائیں۔ تو

سوا دو ہزار مرد

رہ جاتے ہیں۔ ان میں سے اگر ایک فیصدی آدمی بھی درس میں شامل ہوں۔ تو ۲۲ آدمی بنتے ہیں جنہیں درس میں شامل ہونا چاہیئے۔ مگر مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض دفعہ درس میں ۱۵-۱۶ آدمی بھی نہیں ہوتے۔ حالانکہ ایک فیصدی کے لحاظ سے ۲۲ دو فیصدی کے لحاظ سے ۴۴ اور ۴ فیصدی کے لحاظ سے ۸۸ آدمی شامل ہونے چاہئیں۔ اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ عورتیں اس تعداد سے نکال دی گئی ہیں۔ اور جبکہ دس بارہ سال تک کے بچے بھی اس میں شامل نہیں کئے گئے لیکن اگر نوے یا سو آدمی بھی درس میں شامل نہیں ہو سکتے۔ تو اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ قادیان کے آزاد۔ عاقل۔ بالغ اور سمجھدار لوگوں میں سے چار پانچ فیصدی لوگ بھی درس میں شامل ہونے کے لئے تیار نہیں۔ میں نہیں جانتا۔ ایسی

روحانی مردنی

کے ہوتے ہوئے کسی شخص کو روحانی ترقی کا خیال بھی کس طرح پیدا ہو سکتا ہے۔ میں اس امر کو مان لیتا ہوں۔ کہ آپ لوگوں میں سے ڈیڑھ سو ایسے لوگ ہونگے۔ جو سمجھتے ہوں۔ کہ وہ

قرآن مجید کے معارف

کی سمجھ اس حد تک بلکہ اس سے زیادہ رکھتے ہیں۔ جو درس دینے والے کو حاصل ہے۔ مگر ایسے لوگوں کو تو میں نے اپنے درس میں بھی شامل ہوتے نہیں دیکھا۔ حالانکہ میں کبر اور خود پسندی سے بچتے ہوئے۔ اور

ہر قسم کے دعووں سے اجتناب

کرتے ہوئے کہتا ہوں۔ کہ قرآن مجید خدا تعالےٰ نے مجھے خود سمجھایا ہے۔ اس لئے میں ان کے دعووں کو ذرہ بھر بھی وقعت دینے کے لئے تیار نہیں۔ کہتے ہیں۔

ہر موسیٰ کے لئے خضر

ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے۔ کوئی ایسا خضر بھی موجود ہو۔ مگر میں یہ تو تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ قادیان کی اینٹ اینٹ کے نیچے خضر بیٹھا ہوا ہے۔ غرض ایسے لوگ تو وہ ہیں۔ جو میرے درس میں بھی شامل نہیں ہوتے۔ اور اپنے آپ کو چودہری اور نمبردار سمجھتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ

درس سننے سے مستغنی

ہیں۔ ایسے لوگوں کو مستثنیٰ کرتے ہوئے اگر ہم معذوروں کو بھی نکال دیں۔ تو ۸۰ فیصدی یعنے ۱۷-۱۸ سو کے قریب ایسے لوگ، ہونے چاہئیں۔ جنہیں درس میں ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ اور اگر اس قدر شامل نہ ہوں۔ بلکہ صرف تیس چالیس شامل ہو جائیں۔ تو گویا صرف دو یا سوا دو فیصدی آدمی درس میں حصہ لیتے ہیں۔ اور باقی تمام ایسے ہیں۔ جو اپنے آپ کو چودہری یا نمبردار سمجھتے ہیں۔ میں نے کئی دفعہ بیان کیا ہے۔

حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ

بیماری کی حالت میں بیٹھے بیٹھے جب لوگوں کی کثرت کی وجہ سے تکلیف محسوس کرتے۔ تو فرماتے۔ دوست اب تشریف لے جائیں اس پر

پچاس فیصدی کے قریب لوگ

تو چلے جاتے۔ اور باقی بیٹھے رہتے۔ پانچ دس منٹ انتظار کرنے کے بعد جب آپ زیادہ تکلیف محسوس کرتے تو فرماتے۔ آپ سب لوگ چلے جائیں۔ مجھے تکلیف ہے۔ اس پر پھر کچھ چلے جاتے اور کچھ بیٹھے رہتے۔ مجھے یاد ہے ہمیشہ تیسری بار ایسے موقع پر حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے۔ اب

نمبردار بھی چلے جائیں

کیونکہ نمبردار وہی ہوتے ہیں۔ جو سمجھتے ہیں۔ کہ ہم مخاطب نہیں تو آپ ہمیشہ یہ فقرہ کہا کرتے تھے۔ مگر جو حالات مجھے معلوم ہوئے ہیں۔ ان سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ قادیان میں ایسے نمبردار بہت زیادہ ہیں۔ پہلے تو میرا دل چاہا۔ کہ میں ایک دن درس میں جاکر ان لوگوں کے نام لکھوالوں۔ جو درس میں شامل ہوتے ہیں۔ پھر خواہ بیماری ہو۔ یا تکلیف میں ایک دو دن درس دوں۔ اور سب لوگوں کو اکٹھا جمع کرکے اپنے درس میں صرف ان کو شامل ہونے کی اجازت دوں۔ جو پہلے درس میں شامل ہوئے تھے۔ اور اس طرح

لوگوں کے دلوں میں ندامت

پیدا کردوں لیکن پھر مجھے خیال آیا۔ کہ گو اس سے بعض لوگوں کی اصلاح ہوگی لیکن بعض لوگ بے حیائی میں ترقی کر جائیں گے۔ اس لئے میں

نصیحت کے طور پر

آپ لوگوں سے کہتا ہوں۔ کہ قادیان میں آپ لوگوں کا آنا قرآن مجید اور دین سیکھنے کے لئے ہے۔ اگر یہاں کی زندگی سے کوئی برکت حاصل کرنی ہے۔ تو اس طریق سے حاصل کرنی چاہیئے۔ جس سے حاصل ہو سکتی ہے ۔

یاد رکھو

ہر چیز کے لئے

خدا تعالےٰ نے دروازے مقرر کئے ہیں۔ اور ان سے گزرے بغیر کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید نے اس مضمون کو نہایت وسیع طور پر بیان فرمایا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ ہمیشہ گھروں میں ان کے دروازوں سے آیا کرو۔ اس سے لوہے اینٹ پتھر یا لکڑی کے ہی دروازے مراد نہیں۔ کیونکہ آج کل ہر قسم کے دروازے تیار ہو رہے ہیں۔ بلکہ گھر سے تمام وہ چیزیں مراد ہیں۔ جو

انسان کے آرام کا موجب

ہوں۔ جب تک انسان ان

دروازوں سے داخل

نہ ہو۔ جن سے آرام حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت تک آرام حاصل نہیں ہوتا۔

مثلاً دنیاوی علوم ہیں جو استاد سے سیکھے بغیر نہیں آتے۔

روحانی علوم

خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کئے بغیر اور اس کے احکام پر چلنے اور شعائر اللہ کا ادب اور احترام کرنے اور

قرآن مجید پر غور و تدبّر

کرنے اور اسے سمجھنے کی کوشش کئے بغیر نہیں حاصل ہوتے روحانیت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اپنے اندر عشق سوز و گداز اور تڑپ پیدا نہ کی جاسکے۔ پس قرآن مجید کے درس کو نظر انداز کر دینا

سخت نادانی اور غفلت

ہے۔ استاد اپنے شاگرد کے علم سے خوب واقف ہوتا ہے اگو شاگرد بعض دفعہ سمجھتا ہے۔ کہ میں استاد سے بھی زیادہ لائق ہو گیا ہوں مگر استاد جانتا ہے۔ کہ

شاگرد کی علمی قابلیت

کس حد تک ہے پس گو آپ لوگ اپنے آپ کو قرآن سننے سے مستغنی سمجھیں اور خیال کریں۔ کہ آپ لوگوں کو بہت قرآن آتا ہے مگر میں آپ لوگوں کا استاد ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ آپ لوگوں میں سے ایک فیصدی بھی ابھی قرآن کو پوری طرح سے نہیں سمجھتے ننانوے فیصدی لوگ محتاج ہیں اس بات کے کہ وہ بار بار درس سنیں یہاں تک کہ موت سے پہلے ان پر ایسا وقت آجائے۔ کہ وہ قرآن کا کچھ نہ کچھ فہم رکھتے ہوں۔ پس اگر آپ لوگ سمجھتے بھی ہوں کہ آپ عالم قرآن میں تو کم از کم آپ کو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ آپ کے

استاد کی رائے

یہی ہے کہ آپ ابھی قرآن نہیں جانتے اور اس کی نصیحت آپ کو یہی ہے کہ چونکہ آپ لوگوں کا بیشتر حصہ قرآن مجید کے معارف سے ناواقف ہے اس لئے آپ لوگوں کا فرض ہے کہ

دوسروں سے قرآن سنیں

ہاں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو قرآن کو خوب سمجھتے ہیں اور وہ روحانی جماعت ہی کیا۔ جس میں چند لوگ بھی ایسے نہ ہوں۔ پس قادیان میں بے شک ایسا گروہ ہے جو قرآن کو سمجھتا ہے، اور جو پچاس ساٹھ۔ سو نفوس پر مشتمل ہے لیکن اگر وہ بھی اس وجہ سے درس میں شامل نہیں ہوتے۔ کہ درس دینے والا ان کی قابلیت کے برابر ہے یا ان سے علم میں کم ہے تو میرے نزدیک وہ متکبر ہیں اور تکبر کرنا کوئی اچھی بات نہیں۔ ہاں اگر اور دینی کاموں کی وجہ سے نہیں آتے۔ تو معذور ہیں۔ گنہگار نہیں۔ لیکن ان میں سے بھی بعض لوگوں کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ وہ اوروں سے کہتے ہیں درس میں ہوتا ہی کیا ہے لمبا سا درس ہوتا ہے۔ کوئی کام کی بات تو بیان نہیں کی جاتی۔ میں سمجھتا ہوں۔ ایسے آدمی یقیناً

اللہ تعالیٰ کا عرفان

نہیں رکھتے۔ ممکن ہے انہوں نے طوطے کی طرح قرآن مجید کے بعض مضامین کو رٹ لیا ہو۔ لیکن ان کی زبانیں اور ان کے دل

علوم قرآنی کے منکر

ہیں کیونکہ قرآن مجید سے محبت اور عشق رکھنے والا انسان ایک لمحہ کے لئے بھی کسی کو قرآن سننے سے روک نہیں سکتا میں نے تو دیکھا ہے کہ

اسلامی علوم

اتنے باریک اور اس قدر متنوع ہیں۔ کہ بعض دفعہ ایک بچے کے مونہہ سے بھی ایسی باتیں نکل جاتی ہیں جو حیرت کا موجب ہوتی ہیں۔ کجا یہ کہ ایسے شخص کا درس سننا جس کی عمر قرآن مجید پڑھانے میں گذر گئی۔ میں نے خود مذہب کے متعلق بچوں سے بعض ایسی باتیں سنی ہیں۔ کہ میں نے محسوس کیا کہ اب تک میرے سامنے اس شکل میں وہ نہیں آئی تھیں۔ اور میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ مومن لکڑیوں سے بھی فائدہ اٹھا لیتا ہے دیواروں سے بھی فائدہ اٹھا لیتا ہے۔ پتھروں سے بھی فائدہ اٹھا لیتا ہے اگر یہ چیزیں ہمیں نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ تو فائدہ کیوں نہیں پہنچا سکتیں۔ اگر ایک اینٹ سر پر گر کر کسی انسان کی جان لے سکتی ہے۔ تو وہ فائدہ بھی دے سکتی ہے۔ جس چیز میں زہر ہے اس میں تریاق بھی ہے اور قرآن مجید سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ

زہر کم ہے اور تریاق زیادہ

پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ کبر خود پسندی اور

قرآن مجید سے تغافل

کو چھوڑ کر درس سنا کریں۔ ابھی یہیں دیکھ لو۔ جمعہ میں کتنے زیادہ آدمی موجود ہیں گو میں سمجھتا ہوں کہ نمبر دار اب بھی شامل نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ ایسے ہیں جو پہلے رکوع یا پہلی رکعت میں شامل ہوتے ہیں یا جب جمعہ پڑھ کر لوگ واپس جا رہے ہوں۔ تو وہ آ رہے ہوتے ہیں اور راستہ میں ہی پوچھ لیتے ہیں۔ اچھا جمعہ ہو گیا۔ پھر میں نے دیکھا ہے بہت لوگ اپنے

بچوں کو ساتھ لانے میں غفلت

کرتے ہیں۔ میں نے آج ہی جمعہ کے لئے آتے ہوئے بہت سے بچوں کو ادہر ادہر دکانوں پر کھڑے دیکھا ہے حالانکہ اگر بچے بھی مسجد میں آجائیں تو اس سے دگنی جگہ بھی کفایت نہیں کر سکتی۔ سکولوں کے ہیڈ ماسٹر اگر توجہ کریں تو چار پانچ سو لڑکا ہی درس میں شامل ہو سکتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے میرے درس میں سات آٹھ سو کے قریب آدمی جمع ہو جاتے تھے۔ حالانکہ اس وقت سے ہماری قادیان کی جماعت کی تعداد دگنی ہو چکی ہے معمولی حالتوں میں تین ساڑھے تین سو آدمی آیا کرتے تھے۔ اور آج تو سولہ سترہ سو باقاعدگی کی حالت میں اور چھ سات سو بغیر اطلاع کئے بھی جمع ہو جانے چاہئیں قرآن کا درس تو ایسی چیز ہے۔ جسے زیادہ وسیع کرنا چاہیئے

محلوں کی مساجد میں درس

ہونا چاہیئے۔ تاکہ کمزور اور بیمار لوگ اپنی اپنی مساجد میں ہی درس سن لیا کریں۔ پس بجائے کم کرنے کے ہمیں درس کو زیادہ وسیع کرنا چاہیئے۔ ہماری جماعت کے لوگ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر

پڑھا کرتے ہیں۔ بلکہ دشمن بھی پڑھ لیتے ہیں۔ جو یہ ہے۔

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

جو شخص "نور جان ہر مسلمان" کو چھوڑتا ہے اس کے پاس باقی کیا رہا جب جان ہی نہ رہی تو بے جان کو تو لوگ دفن کر دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شعر میں

قرآن مجید سے اپنے عشق کا اظہار

کیا ہے آپ فرماتے ہیں ؂

قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

یعنی لوگ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارا بچہ فلاں چاند میں پیدا ہوا۔ اب دو سال کا ہو گیا اب چار سال کا ہو گیا فرمایا لوگوں کو تو اس بات کا فکر ہوتا ہے کہ ان کا بچہ کتنا بڑھا مگر ہمیں اس بات کا فکر رہتا ہے کہ

قرآن کتنا بڑھا

اس کا علم لوگوں میں وسیع ہوا۔ یا کم ہو گیا۔

پس یاد رکھو قرآن ہماری جان ہماری غذا اور ہماری

روحانی ترقی کا واحد ذریعہ

ہے۔ یہاں مختلف سکولوں کے طالب علم رہتے ہیں۔ جن میں اگر پرائیویٹ طلباء بھی شامل کر لئے جائیں تو سات آٹھ سو کے قریب ان کی تعداد ہو جاتی ہے کیونکہ سو ڈیڑھ سو پرائیویٹ طالب علم ہوتے ہیں۔ اگر

سکولوں کے اساتذہ

بجائے رخنہ ڈالنے کے لڑکوں کو درس میں لے آیا کریں۔ تو تعداد میں کافی وسعت ہو سکتی ہے۔ وہ کہنے کو تو یہ کہتے ہیں کہ ہم رخنہ نہیں ڈالتے۔ لیکن میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر انہوں نے رخنہ نہیں ڈالا۔ تو کیا وجہ ہے کہ طالب علم درسوں میں شامل نہیں ہوتے۔ ہیڈ ماسٹروں کا طالب علموں پر اثر ہوتا ہے چاہے وہ بورڈر ہوں یا غیر بورڈر بورڈروں کی تعداد

ہی اگر لی جائے۔ تو دو سو کے قریب وہی طالب علم ہوں گے۔ اور اگر ہیڈ ماسٹر اور اساتذہ بورڈوں کے ساتھ ہی دوسرے طالب علموں پر بھی اثر ڈالیں۔ تو چار پانچ سو طالب علم شامل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح

لنگر والوں کی رپورٹ

ہوتی ہے کہ اڑھائی تین سو آدمی روزانہ کھانا کھاتے ہیں اگر لنگر والوں کے دل میں دین کی تڑپ ہوتی۔ تو وہ ان لوگوں سے کہتے کہ یہ روٹی تو آپ لوگوں کو گھر میں بھی مل سکتی ہے۔ جس روٹی کے لئے آپ یہاں آئے ہیں۔ وہ

عصر کے بعد

مسجد میں تقسیم ہوتی ہے آپ لوگوں نے اگر یہ کھانا کھایا ہے۔ تو اس اصل کھانے میں بھی شریک ہوں۔ بلکہ اب تو تعلیم و تربیت کے لئے مستقل مبلغ اور مولوی صاحب مقرر کئے جا چکے ہیں انہیں بھی یہ توفیق نہ ملی۔ کہ وہ اپنے درس کے بعد لوگوں سے کہہ دیا کریں۔ کہ ایک اور درس بھی ہوتا ہے آپ لوگ اس میں بھی شریک ہوا کریں۔ وہ سارے قادیان کی تربیت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کا فرض تھا کہ وہ گھر گھر جاتے اور

محلوں میں وعظ

کرتے۔ کہ دلوں سے قرآن کی محبت اٹھ رہی ہے آپ لوگ چلیں اور درس میں شامل ہوں۔ معلوم ہوتا ہے انہوں نے بھی یہی کافی سمجھ لیا۔ کہ میرا جو درس ہو جاتا ہے پھر اور کسی درس میں شامل ہونے کی کسی کو کیا ضرورت ہے۔ اس کی تو وہی مثال ہوئی۔ جس پر ہم ہنسا کرتے ہیں کہ کوئی پنڈت علی الصبح نہانے کے لئے دریا کی طرف جا رہا تھا۔ چونکہ سردی سخت تھی اس لئے وہ حیران تھا کہ کیونکر نہائے۔ اتنے میں اس نے دیکھا کہ ایک اور پنڈت دریا کی طرف سے اشنان کر کے واپس آ رہا ہے۔ اس نے پوچھا کہ کس طرح اشنان کیا۔ سردی بڑی سخت ہے۔ وہ کہنے لگا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ کہ کیا کروں پانی میں کودا نہیں جاتا تھا۔ آخر میں نے ایک کنکر اٹھا کر دریا میں پھینک دیا اور کہا تور اشنان سو مور اشنان یعنی جا کنکر تیرا نہانا میرا نہانا ہو گیا۔ دوسرے نے کہا پھر تو یہ بڑی آسان بات ہے۔ اس نے وہیں اس کو مخاطب کر کے کہہ دیا۔ تور اشنان سو مور اشنان اور گھر واپس آ گیا۔ یہ طرز عمل کتنا دردناک ہے کہ ہر شخص سمجھ لے میرا جو درس ہو گیا اب کسی اور کے درس کی کیا ضرورت ہے۔ مجھ سے بڑھ کر اور کونسا سمجھدار ہو سکتا ہے۔ یہ نہایت ہی

افسوسناک طریق

ہے اس سے آہستہ آہستہ قلب پر زنگ لگ جاتا ہے اور بہت سے گناہ سرزد ہونے لگتے ہیں کیونکہ

خدا کے کلام کی بے حرمتی

معمولی چیز نہیں۔

میں سمجھتا ہوں قرآن مجید کے سمجھنے اور سننے کی طرف اگر بڑے لوگ توجہ کرتے تو ان کے

بچوں میں کئی قسم کے عیب

پیدا نہ ہوتے۔ کئی فتنے۔ کئی بدیاں کئی برائیاں اور بے حیائیاں ایسی ہیں۔ جن سے وہ بچ سکتے تھے اگر وہ قرآن سننے آتے اور بچوں کو بھی ہمراہ لاتے۔ کیونکہ قرآن سنا ہوا ضائع نہیں جاتا بلکہ اپنا اثر دکھاتا ہے۔ مجھے یاد ہے۔ جب میں درس دیا کرتا تھا تو

دو ہندو

بازار سے باقاعدہ آ کر شامل ہوا کرتے تھے۔ افسوس ہے ہندوؤں میں بھی اتنی نیکی ہو کہ وہ قرآن سننے کے لئے آ جائیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت کے لوگوں میں درد پیدا نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں شاید

میری بیماری کا لمبا ہونا

بھی تمہاری سزا کے لئے ہو۔ کیونکہ تم قرآن ایک آدمی کے لئے سنتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے کہا۔ اچھا جب تم آدمی کے لئے قرآن سنتے ہو۔ تو ہم اس آدمی کو توفیق ہی نہیں دیتے۔ کہ وہ تمہیں قرآن سنا سکے۔ قرآن کسی انسان کی خاطر نہیں سننا چاہیئے۔ بلکہ قرآن قرآن کی خاطر سننا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑھ کر قرآن جاننے والا اور کون ہوگا۔ مگر کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ہم نے قرآن کا پڑھنا چھوڑ دیا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن سے کتنی محبت تھی۔ مگر کیا ان کی وفات کے بعد ہم نے قرآن کا پڑھنا چھوڑ دیا۔ اس وقت بھی قرآن دنیا کی ہدایت کا ذریعہ تھا۔ اب بھی ہے۔ اور جب پھر دنیا میں شرارت پھیل جائے گی ظلمت غالب آ جائے گی۔ اور

ایک نئے موعود کی ضرورت

ہوگی اس وقت بھی قرآن ہی

لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ

ہوگا۔ آدمی مٹ جائیں گے۔ مر جائیں گے۔ فنا ہو جائیں گے بھلا دئے جائیں گے۔ مگر ایک کتاب ہے جو زندہ رہے گی جو نہیں بھلائی جائے گی اور وہ قرآن ہے اس سے محبت کرو۔ تا دین سے تمہیں محبت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا نور حاصل کر سکو

اللہ تعالیٰ کے عرفان کا ایک چھینٹا

جب کسی وقت پڑ جاتا ہے۔ تو آدمی کی زندگی سنور جاتی ہے عرفان بھادوں کی بارش کی طرح برستا ہے۔ کسی پر پڑ جاتا ہے اور کوئی محروم رہ جاتا ہے۔ جس پر وہ چھینٹا پڑ جاتا ہے۔ وہ عارف بن جاتا ہے۔ اس لئے جو لوگ اس چھینٹے سے حصہ لینے کے لئے باہر نکلتے رہتے ہیں۔ کبھی نہ کبھی ان پر چھینٹا پڑ جاتا ہے۔ لیکن وہ جو اندر بیٹھے رہیں۔ وہ اس نور سے اس عرفان کے چھینٹے سے محروم رہتے ہیں۔ پس آدمیوں پر نظر ڈالنا چھوڑ دو اور نہ صرف خود قرآن پڑھو اور سنو بلکہ دوسروں کو بھی سناؤ اور پڑھاؤ اگر مجھے یہی نظر آ جاتا کہ

قادیان کے گھر گھر میں درس

ہوتا ہے۔ تو گو میں پھر بھی مسجد اقصیٰ کے درس میں شامل نہ ہونے کو جائز نہ سمجھتا۔ مگر میں سمجھتا کہ قرآن پڑھنے میں کمی نہیں آئی۔ لیکن اب نہ تو گھروں میں درس ہوتے ہیں اور نہ اپنے طور پر پڑھا جاتا ہے۔ نہ ہی اس میں شامل ہونے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالانکہ خود قرآن پڑھ کر اتنا عرفان حاصل نہیں ہوتا۔ جتنا سن کر یا دوسرے کو پڑھا کر حاصل ہوتا ہے پس اس

غفلت سے توبہ

کرو اور آئندہ کے لئے قرآن کے درس میں شامل ہو کر اسے وسیع کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ تم میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں۔ جو قرآن سننے والے پڑھنے والے پڑھانے والے اور

قرآن مجید سے برکات

اور فیوض حاصل کرنے والے ہوں۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے جو انسانی روح کو ہمیشہ زندہ رکھتی ہے۔

کشمیر ریلیف فنڈ

رپورٹ ماہ اگست ۳۳ء

ماہ اگست کی آمد کشمیر ریلیف فنڈ مبلغ -/۱۰۵۶ ہے۔ گذشتہ ماہ کی آمدنی بھی قریباً اسی قدر تھی۔ احمدی احباب سے بارہا عرض کیا گیا ہے۔ کہ کشمیر ریلیف فنڈ کی ماہوار آمدنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء مبارک کے ماتحت کم سے کم تین ہزار ہونی چاہیئے۔ اس سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ احباب کو کس قدر اس کام میں توجہ کی ضرورت ہے۔

ہر جماعت کے فنانشل سکرٹری محاسب۔ محصل صاحبان نہ صرف احمدیوں سے باقاعدہ اور بشرح چندہ وصول کریں بلکہ دوسرے مسلمانوں سے بھی وصول کرنے کی خاص کوشش۔

سالانہ تبلیغی رپورٹیں جلد ارسال فرمائیں

احباب کرام کو معلوم ہے۔ کہ خاکسار (سید زین العابدین ولی اللہ شاہ ناظر دعوت و تبلیغ) اکتوبر ۱۹۳۱ء سے اکثر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اغراض و مقاصد کے سلسلہ میں سفر ہی میں رہا ہے۔ اور نظارت دعوۃ و تبلیغ کے کام سے میں عملاً فارغ رہا ہوں۔ بدیں وجہ نہ تو میں جماعتوں کو تبلیغی ہدایات دے سکا ہوں۔ اور نہ میری سابقہ جاری کردہ ہدایات کے مطابق رپورٹیں موصول ہوتی رہی ہیں۔ بلکہ اکثر جماعتوں کی طرف سے رپورٹوں کا آنا ہی قریباً قریباً بند ہو گیا۔ اندریں حالات اب سالانہ رپورٹ کی تیاری میں جس قدر مشکلات حائل ہو رہی ہیں۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ میری غیر حاضری میں بعض جماعتوں نے دفتر کے مطالبہ پر سالانہ رپورٹیں ارسال کیں لیکن چونکہ رپورٹوں کا مطالبہ کرتے وقت رپورٹوں کی تیاری کے لئے کوئی خاص ہدایات نہیں دی گئیں۔ اس لئے موصول شدہ رپورٹوں سے بھی چنداں فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اس لئے میں بذریعہ اعلان ہذا تمام جماعتوں سے بلا استثنا احدے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ یکم مئی ۱۹۳۲ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۳ء تک کی سالانہ رپورٹیں فوراً ایک ہفتہ کے اندر اندر تیار کر کے ارسال کر دیں۔ اگر کسی جماعت کے سکرٹری تبلیغ تبدیل ہو چکے ہوں۔ تو مقامی امیر یا پریذیڈنٹ یا جنرل سکرٹری کا فرض ہے۔ کہ وہ اس دوست کو یکم مئی ۱۹۳۲ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۳ء تک کی تبلیغی رپورٹ لکھنے کے لئے مکلف فرمائیں۔ جو اس عرصہ میں اس عہدہ پر مامور رہے ہے ؛

تبلیغی رپورٹیں مندرجہ ذیل امور پر مشتمل ہونی چاہئیں ؛

(۱) تعداد انصار اللہ درج رجسٹر (۲) انصار اللہ کے تعلیمی اجلاسوں کی سال زیر رپورٹ میں تعداد (۳) تعداد دیہات جو انصار اللہ کے زیر تبلیغ ہے۔ (۴) سال زیر رپورٹ میں کتنی بار انصار اللہ کے تبلیغی وفود بھیجے گئے (۵) پبلک جلسوں کی تعداد (۶) تبلیغ بذریعہ اشاعت یعنی پمفلٹ یا اشتہارات کس قدر تعداد میں اعلائے کلمۃ کے لئے جماعت کی طرف سے شائع کئے گئے۔ یا خرید کر مفت تقسیم کئے گئے۔ اور ان پر کس قدر رقم خرچ ہوئی۔ (۷) تبلیغ اچھوت اقوام کے سلسلہ میں جماعت نے کیا کام کیا۔ اور کیا کامیابی ہوئی۔ (۸) ہر دو ایام التبلیغ جو سال زیر رپورٹ میں آئے۔ وہ کس طرح گزارے گئے۔ کسی قدر تفصیل دی جائے۔ (۹) جماعت کی موافقت یا مخالفت اگر ہو رہی ہے۔ تو کس رنگ میں اور مخالفت میں کونسا عنصر زیادہ تر احمدیوں کا مد مقابل ہے۔ اور اس کی مخالفت کے بد اثر کو زائل کرنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی گئیں (۱۰) سال زیر رپورٹ میں نو مبائعین کی کیا تعداد ہے ؛

میں مکرر عرض کر دوں۔ کہ چونکہ نظارت اعلیٰ کی طرف سے سالانہ رپورٹوں کی اشاعت کے لئے نظارتوں کی رپورٹوں کا فوری مطالبہ ہو رہا ہے۔ اس لئے رپورٹوں کی تیاری و ترسیل میں ایک ہفتہ سے زیادہ تعویق نہ کی جائے۔ اور یہ بھی مکرر عرض کر دوں کہ میرے اس اعلان کی مخاطب ہر جماعت ہے۔ خواہ وہ پہلے رپورٹ بھیج چکی ہے یا نہیں۔ نیز رپورٹوں کی تیاری میں اس بات کو ملحوظ رکھا جائے۔ کہ تبلیغی کام کو من حیث الجماعت دکھایا جائے نہ کہ من حیث الافراد۔ ہاں اگر کسی صاحب نے کوئی خاص کام کیا ہو تو ان کا ذکر کر دیا جائے ؛ (ناظر دعوت و تبلیغ ۱۰ر ستمبر ۱۹۳۳ء)

مختلف مقامات کے جلسوں کے متعلق اعلان

مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق جلسوں کی منظوری نظارت دعوت و تبلیغ نے دی ہے۔ متعلقہ جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ اس کے مطابق جلسوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ اور ان تاریخوں پر قریب کی کسی دوسری جگہ جلسہ نہ کیا جائے

(۱) ہالا سندھ ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ ستمبر
(۲) چمبہ ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ "
(۳) سلطان پور ریاست کپورتھلہ ۲۲ - ۲۳ "
(۴) بنوں ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ "
(۵) کانٹھاں ضلع ہوشیارپور ۲۹ - ۳۰ - یکم اکتوبر
(۶) علی پور چک ۶ ع لاہور - ۵ اکتوبر
(۷) کمال ڈیرہ سندھ ۲۲ - ۲۳ ستمبر
(۸) نارووال - ۲۹ - ۳۰ - ستمبر
(۹) سرہند - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - اکتوبر
(۱۰) سامانہ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - اکتوبر

(ناظر دعوت و تبلیغ)

ضلع گوجرانوالہ میں تبلیغ احمدیت

چوہدری دل محمد صاحب مولوی فاضل نے حافظ آباد میں دو پبلک لیکچر دئے۔ اور ایک مناظرہ اجراء نبوت اور دوسرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر کیا۔ حاضرین پر اچھا اثر ہوا۔ عیسائیوں کے ساتھ شرائط مناظرہ بھی طے کئے گئے۔ جو کہ انشاء اللہ ۱۸ اکتوبر ۳۳ء کو ہو گا۔ مواضعات بھڑی شاہ رحمٰن۔ کوٹ لالہ پیلوکی اور نت بوتالہ میں پانچ تبلیغی لیکچر ہوئے۔ تحصیل حافظ آباد کے کارکنان کا جلسہ کرایا گیا۔ جس میں تبلیغی جلسوں کے واسطے مندرجہ ذیل مقامات منتخب کئے گئے۔ حافظ آباد۔ کوتو تارڑ۔ مانگٹ اونچے اور بھاگا بھٹیاں ؛ احمدی احباب کی تربیت اور تنظیم کے متعلق بھی نصائح کی گئیں۔ (نائب مہتمم تبلیغ گوجرانوالہ) (انصار بیت)

پشاور میں تبلیغ احمدیت

پشاور ۵ر ستمبر۔ جیسا کہ احباب کو معلوم ہو گا۔ کچھ عرصہ سے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی پشاور شہر میں مقیم ہیں۔ اور ہر ہفتہ کے روز بعد نماز مغرب اہم اسلامی مسائل پر تقاریر کا سلسلہ شروع ہے۔ چنانچہ پچھلے ہفتے مورخہ ۳/۹ کو الصلوٰۃ معراج المومنین کی جو ایک حدیث نبوی ہے۔ نہایت فلسفیانہ تشریح فرماتے ہوئے مسئلہ معراج پر اچھی طرح روشنی ڈالی۔ اور الحمد شریف کی تفسیر فرمائی۔ جلسہ میں بعض اعلے تعلیمیافتہ غیر احمدی اصحاب بھی موجود تھے۔ جو بہت متاثر ہوئے۔ جب سے مولوی صاحب تشریف لائے ہیں۔ اور باقاعدہ تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا ہے عام طور پر مخالف علماء نے سخت معاندانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ عوام کو مشتعل کر کے شارع عام میں احمدیوں کو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہایت گندی گالیاں دی جاتی ہیں (نامہ نگار)

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ شملہ

شملہ ۸ر ستمبر۔ جماعت احمدیہ شملہ کا سالانہ جلسہ ۳ تا ۵ ستمبر کو رائل ہوٹل ہال میں منعقد ہوا۔ جس میں خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب سابق امام مسجد لنڈن مولوی محمد نذیر صاحب ملتانی مولوی فاضل اور مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل نے مندرجہ ذیل مضامین پر نہایت ہی مؤثر اور دلچسپ تقاریر فرمائیں۔ (۱) بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام (۲) اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے (۳) حیات مسیح کے عقیدہ نے مسلمانوں کو کیا نقصان پہنچایا۔ (۴) احمدیت حقیقی اسلام ہے (۵) سلسلہ احمدیہ پر اعتراضات کے جوابات۔ وہ علمائے ظواہر پرست جو ہر زمانہ میں لوگوں کو حق سے دور رکھنے کی سعی کرتے رہے ہیں۔ اور جن کے متعلق بزرگان سلف بتا گئے ہیں۔ کہ وہ مہدی معہود کی بے حد مخالفت کریں گے۔ آج کل شملہ کو اپنی توجہ کا مرکز بنائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہمارے جلسہ کے ایام میں وہ بھی ہر روز جلسہ کرتے رہے۔ اور نہ صرف احمدیت کے خلاف زہر افشانی کی۔ بلکہ احمدیوں کے جلسہ میں شمولیت سے روکتے ہوئے قسمیں لیں۔ بائیکاٹ کی زبردست تحریک کی۔ اور اس طرح اپنے عمل سے ثابت کر دیا۔ کہ وہ انبیاء کے مخالف گروہ کے طریق پر نہایت پختگی سے عمل پیرا ہیں۔ باوجود اس تمام سعی کے پھر بھی غیر احمدی حضرات تشریف لاتے رہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی آنکھیں کھولے۔ تا یہ دیکھ سکیں۔ کہ جس باغ کی ویرانی کے وہ درپے ہیں۔ اس کا مالک خود وہ ہے۔ جو زمین و آسمان کا خدا ہے۔ اس لئے ان کا ہر حربہ انہیں کو نقصان پہنچائے گا۔ اور احمدیت کا کچھ نہ بگاڑ سکیگا۔ کیا ہی سچ فرمایا ہے ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے

یہ جلوۂ یار ہے کچھ کھیل نہیں ہے لوگو ؛ احمدیت کا بھلا نقش مٹا دیکھو تو

اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان لوگوں کو ہدایت دے۔ جلسہ ہر طرح بخیر و خوبی ختم ہوا ؛ (نامہ نگار)

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ

سرمہ نور (رجسٹرڈ)

جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو چکا ہے

قیمت فی تولہ دو روپیہ - چھ ماشہ ایک روپیہ

ملنے کا پتہ :- شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب

موسم سرما کی فائدہ مند تجارت

امریکن سیکنڈ ہینڈ (مستعمل) کوٹوں کی سربند گانٹھیں نئے کمبل - گرم چادریں موسم سرما کا عام پسند بنا کٹ پیس کی چھوٹی گانٹھیں ارزاں تھوک نرخ پر ہم سے منگوا کر تجارت کیجئے - اس تجارت میں قلیل سرمایہ سے ایک محنتی آدمی موسم سرما میں ہی سال بھر کی روزی پیدا کر سکتا ہے - مفصل لسٹ طلب کریں -

ایس رفیق بھائی - جنرل سپلائرز جیکب سرکل بمبئی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مضمون سے چند فقرات بحوالہ الفضل ۲۱ر فروری ۱۹۳۳ء

ہومیوپیتھک علاج

کے ذکر میں نقل کئے جاتے ہیں - حضور فرماتے ہیں :- "اس کے بعد ہومیوپیتھک طریق علاج یعنی علاج بالمثل کی دریافت نے طبی دنیا میں ایک تغیر عظیم پیدا کر دیا ہے - یہ معلوم کر کے انسان کو سخت حیرت ہوئی - کہ اس کی شفایابی کے لئے خدا تعالیٰ نے نہایت حکمت سے ان ہی ادویہ میں قوت شفا بھی رکھی ہوئی ہے - جن سے اس قسم کی مرض پیدا ہوتی ہے - گویا بیماری کے ساتھ ہی اس کا علاج بھی رکھا ہے - جو چیز جس قسم کی بیماری بڑی مقدار میں پیدا کرتی ہے - اس کی تھوڑی مقدار جو زہر یا بد اثر ڈالنے کی حد سے نکل جائے اس قسم کی بیماری رفع کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوتی ہے - اس طریق علاج سے بہت سے امراض جو پہلے لاعلاج سمجھے جاتے تھے - قابل علاج ثابت ہو گئے - اور طبی علوم میں بہت ترقی ہوئی"۔ یہی ہومیوپیتھک کا لب لباب ہے۔ الحمد للہ - حضور کے خدام میں سے ایک ہومیوپیتھی کا بہت شائق ہے - ناظرین کو چاہیئے کہ ہومیوپیتھی کی قدر کریں۔ لکل داء دواء الا الموت

ایم - ایچ احمدی - ہومیوپیتھ چتوڑ گڑھ میواڑ

محافظ اٹھرا گولیاں

بے اولادوں کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں - یا مردہ پیدا ہوتے ہوں - یا حمل گر جاتا ہو۔ عوام اسے اٹھرا اور اطبا اور ڈاکٹر اسقاط حمل یا مس کیرج کہتے ہیں - یہ سخت موذی اور تباہ کن مرض ہے - جس سے بے شمار گھرانے بے چراغ اور بے اولاد رہتے ہیں - اس مرض کا مجرب ترین علاج مالک دواخانہ رحمانی نے حضرت قبلہ جناب مولانا نورالدین صاحب رضی شاہی طبیب سے سیکھ کر محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا) ایجاد کیں - ہزاروں لوگوں کی مجرب و آزمودہ گولیاں گذشتہ پچیس برس سے زیر استعمال ہیں اور جو سوائے ہمارے دواخانہ کے کسی دوسری جگہ سے ہرگز نہیں مل سکتیں - ہر شخص جس کے گھر میں یہ موذی مرض لاحق ہو وہ فوراً ہماری محافظ اٹھرا گولیاں طلب کر کے استعمال کرے - اور قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھے - مشک آنست کہ خود ببوید - قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ یکمشت منگوانیوالے سے ایک روپیہ فی تولہ - علاوہ محصول ڈاک

نوٹ :- علاوہ ازیں ہمارے دواخانہ سے تمام ادویات برائے امراض مخصوصہ مردان زنان اور طاقت اور امراض چشم برعایت مل سکتی ہیں

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

ضرورت رشتہ

میرا لڑکا محمد شریف چغتائی عمر ۲۲ سال - اول درجے میں انٹرنس اور دو سالہ کورس پوسٹ میٹرک کمرشل کلاس پاس کرنے کے بعد سنٹرل بنک سرگودہا میں ۵۰ روپے ماہوار کا مستقل ملازم ہے اور کنوارا ہے - اس کے لئے نیک - شریف - دیندار امور خانہ داری سے واقف رشتہ کی ضرورت ہے - غلام نبی چغتائی منشی فاضل اورینٹل ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول گوجرانوالہ -

ایک کنال زمین

قابل فروخت ہے - جو محلہ دارالفضل غربی میں آبادی کے اندر - نہایت عمدہ موقع پر مسجد محلہ دارالفضل سے منٹ ڈیڑھ منٹ کے فاصلہ پر مغرب کو واقع ہے - خواہشمند احباب کے لئے خط و کتابت کا پتہ) م - ل - معرفت - میاں غلام محمد احمدی دوکاندار محلہ باغبانپورہ - گوجرانوالہ

اعلان نکاح

۳ر ستمبر ۱۹۳۳ء کو میاں محمد امیر صاحب امام الصلوٰۃ جماعت احمدیہ صدر بازار چھاؤنی لاہور نے سماۃ احمدی خاتون بنت چوہدری علی حسن صاحب ساکن سنور کا نکاح بابو محمود احمد صاحب ولد چوہدری منشی عبدالحی صاحب سنوری مختار عام شہزادگان بنگلہ ایوب شاہ - لاہور کے ساتھ بعوض مبلغ سات سو روپیہ مہر مصطفیٰ خانصاحب نوردین کے مکان پر پڑھا -
خاکسار :- علی محمد عفی اللہ عنہ کلرک ملٹری اکونٹس (مکان ۲۶/۹ متصل جامعہ مسجد) صدر بازار چھاؤنی لاہور (نامہ نگار)

اطمینان کی بات

اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ اگر مال پسند نہ ہو تو فوراً واپس کر دیں

لنگی ریشمی مشہدی اصلی امیرانہ چار روپیہ ۴/- لنگی سلکی مشہدی سوا روپیہ ۱/۴ صافہ امیرانہ اصلی ریشمی چار روپیہ ۴/- صافہ سلکی ڈیڑھ روپیہ ۱/۸ لنگی سوتی چینی یا ماشی بڑھیا ۱۲/- ریشمی بنیان مردانہ ایک روپیہ ۱/- گلوبند مفلر ریشمی ۱۲/- کلاہ سلمہ ستارہ والا مخملی ۱۲/- جائے نماز پھولدار ۲/- تولیہ بستر نما پھولدار ڈھائی روپیہ ۲/۸ - زنانہ ریشمی ساڑھی پھولدار ۶ گز تیس روپیہ - زنانہ ریشمی دوپٹہ پھولدار پورا ناپ ڈھائی روپیہ ۲/۸ زنانہ ریشمی بنیان - پھولدار - ۱۲/- - زنانہ ریشمی چوٹی زرین ایک روپیہ ۱/- ریشمی انگیا - عورتوں کے لئے درجہ خاص ۱۲/- درجہ اول ۱۲/-

ملنے کا پتہ
شیخ عبدالرحمٰن اینڈ سنز سوداگران لنگی پٹکہ - لودھیانہ

طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

تعطیل کلاں کے بعد ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء کو کھلے گا - داخلہ ۲۸ ستمبر سے یکم اکتوبر ۳۳ء تک ہو گا - سال اول میں داخلہ کی درخواستیں پرنسپل طبیہ کالج کے نام ۱۵ ستمبر تک پہنچنی چاہئیں اس کے بعد کوئی درخواست نہ لی جائے گی - داخلہ کے متعلق قواعد و ضوابط کی کتاب پرنسپل طبیہ کالج سے مفت مل سکتی ہے -

پرنسپل

لڑکی یا لڑکا

ایام حمل میں ۹ ہفتے تک جبکہ جنین کچی حالت میں ہوتا ہے این ڈی ڈھلن صاحب ایم آر سی ایس آئی وغیرہ لنڈن کی تیار کردہ مجرب و آزمودہ تین گولیاں کھلائیں - جراثیم نرینہ غالب اور مادینہ مغلوب ہو کر بفضل خدا لڑکا پیدا ہو گا - ضرور تشنہ فائدہ اٹھائیں - قیمت برائے نام پانچ روپیہ (۵) احمدی دوستوں کو مزید رعایت ہو گی - قیمتی تصادیق موجود ہیں - المشتہر :- ایم نواب الدین مینجر حبوب اولاد نرینہ میاں محلہ بٹالہ ضلع گورداسپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

شہریار دکن نے ایک فرمان جاری کیا ہے جس کے رو سے آئندہ ریاست میں جو اسامیاں خالی ہونگی۔ ان کو پُر کرنے کے لئے ریاست کے باشندوں کو غیر ریاستوں پر ترجیح دی جائے گی۔

ملک صاحب خان صاحب نون احمدی سب ڈویژنل آفیسر پاک پٹن ڈپٹی کمشنر کے ایک ماہ کی رخصت پر جانے پر ضلع منٹگمری کے ڈپٹی کمشنر بنائے گئے ہیں۔

الہ آباد یونیورسٹی کا کانووکیشن ۲۵ نومبر کو منعقد ہوگا سر تیج بہادر سپرو خطبہ صدارت پڑھینگے۔

مسٹر سین گپتا کی وفات اور جلوس کے نظارہ کی فلم کو ریاست حیدر آباد دکن میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

غیر کانگرسی لیڈر پونہ کی ۱۰ ستمبر کی اطلاع کے مطابق گاندھی جی پر زور دے رہے ہیں کہ وہ سول نافرمانی کا پروگرام واپس لے لیں۔ اس سلسلہ میں کہا جاتا ہے کہ اگر سول نافرمانی کی تحریک واپس لے کر غیر کانگرسی لیڈروں کا گاندھی جی کو تعاون حاصل ہوگیا۔ تو ایک آل پارٹیز کانفرنس منعقد کی جائے گی۔ جس میں صورت حالات پر غور کیا جائے گا۔

اخبار "ملاپ" اپنی "خاص اطلاع" کی بناء پر لکھتا ہے کہ لارڈ ولنگڈن مسٹر اینڈریوز کی کوششوں کے نتیجہ میں گاندھی جی سے ملاقات کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔

کمیونل ایوارڈ پر غور کرنے کے لئے مرکزی لیجسلیچر کے ہندو ممبران کی ایک میٹنگ ۱۰ ستمبر کو شملہ میں منعقد ہوئی۔ جس میں قرار پایا کہ ہندو جماعتوں اور ہندو لیڈروں سے باہمی مشورہ کے بعد ایسا قدم اٹھایا جائے جس سے کمیونل ایوارڈ میں ہندوؤں کے ساتھ منصفانہ ترمیم ہو سکے مزید برآں فیصلہ ہوا۔ کہ جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کے ساتھ جن ہندو ممبروں کو کام کرنے کا موقع دیا گیا ہے ان سے درخواست کی جائے کہ وہ ہندوؤں کا نقطہ نگاہ کمیٹی کے سامنے پیش کریں۔ اسی ضمن میں چار ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی جو اس بیان کا مسودہ تیار کرے گی۔ جسے ہندوؤں کی خواہش کے مطابق جائنٹ کمیٹی کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

امریکہ کے قدامت پسند یہودیوں کی یونین نے فیصلہ کیا ہے کہ جرمن مال کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔ چنانچہ سب یہودیوں کو مطلع کر دیا گیا ہے کہ اگر وہ جرمن مال کا بائیکاٹ نہ کرینگے تو ان کا بھی بائیکاٹ کر دیا جائے گا۔

جنگی قرضہ جات کی ادائیگی کے سوال پر پیرس کی ایک اطلاع کے مطابق عنقریب فرانس اور امریکہ کے درمیان گفت وشنید شروع ہونے والی ہے۔

یونانی گورنمنٹ نے یہودی اخبارات کو تنبیہہ کی ہے کہ وہ کوئی ایسا مضمون شائع نہ کریں۔ جس سے جرمنی اور یونانی حکومت کے موجودہ دوستانہ تعلقات پر بُرا اثر پڑے

مانچورین فوج پر ۱۰ ستمبر کو ہاربن میں ۲ ہزار چینی ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا۔ بہت دیر تک لڑائی ہوئی۔ بالآخر ڈاکو پسپا ہوئے۔ اس آویزش میں ۶۰ ڈاکو کام آئے۔

آل انڈیا مسلم کانفرنس کے سالانہ اجلاس کے صدر ڈاکٹر شفاعت احمد خان صاحب منتخب ہوئے ہیں۔ یہ اجلاس ۳۰ ستمبر و یکم اکتوبر کو پٹنہ میں منعقد ہوگا۔

عراق کے وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ موجودہ حکومت میں بھی انگریزوں سے وہی تعلقات قائم رہینگے۔ جو ملک فیصل کے زمانہ میں رہے ہیں۔ نیز عراق پارلیمنٹ کی جو پالیسی مقرر ہو چکی ہے اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔

منٹگمری کے ایک ہندو بیرسٹر اننت رام کے خلاف اپنی بیوی کو قتل کرنیکے الزام میں مقدمہ زیر سماعت ہے۔ دوران تحقیقات میں معلوم ہوا۔ کہ ملزم نے انشورنس کمپنی میں اپنی بیوی کی زندگی کا بیمہ کرایا ہوا تھا اور کمپنی سے روپیہ حاصل کرنے کے لئے اس نے بیوی کو قتل کر دیا۔

والیان ریاست کے تحفظ کے بل کے متعلق ۹ ستمبر اسمبلی میں ہوم ممبر نے کہا کہ حکومت کو اس بل کے مشتہر کرنے پر کوئی اعتراض نہیں البتہ چاہتی ہے کہ آئندہ اجلاس دہلی سے پہلے پہلے بل کو منظور کر لیا جائے۔ بعد ازاں بل کے مشتہر کرنے کی قرارداد ۷ مخالف آراء کے مقابلہ میں ۶۶ موافق آراء سے منظور ہو گئی۔

عنایت اللہ خان صاحب مشرقی بانی تحریک خاکساران کو چیف سکرٹری حکومت سرحد نے حکم دیا ہے کہ وہ نہ ضلع پشاور میں داخل ہوں اور نہ سکونت اختیار کریں۔ کیونکہ ان کے متعلق حکومت کے پاس یہ باور کرنے کی وجوہ موجود ہیں کہ ان کے طرز عمل سے امن عامہ میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے۔

راؤ بہادر ایم سی راجہ رکن اسمبلی نے گاندھی جی سے پر زور درخواست کی ہے کہ وہ سیاسیات سے بالکل کنارہ کش ہو جائیں۔ اور صرف معاشرتی اصلاح کا کام کریں۔

بمبئی سے ۹ ستمبر کو ایک کروڑ ۱۶ ہزار ۴۰۷ روپیہ کی قیمت کا سونا ممالک غیر کو روانہ کیا گیا۔ برطانوی حکومت کے طلائی معیار کو ترک کرنے کے وقت سے اس وقت تک ہندوستان سے ایک ارب ۲۴ کروڑ ۱۳ لاکھ ۳۷ ہزار ۰۹ روپیہ کا سونا بیرونی ممالک کو بھیجا جا چکا ہے۔

برلن سے ۹ ستمبر کی اطلاع ہے کہ ماہ اگست کے اختتام پر جرمن میں بے روزگاروں کی کل تعداد ۵۱ لاکھ ۸ ہزار تھی ابتدائے اگست کے مقابلہ میں ۲ لاکھ ۷ ہزار کی کمی ہوئی۔

برطانوی سفارت خانہ کابل کے مقتولین کی نعشیں پشاور پہنچ گئیں۔ اور منشی ارشاد حسین صاحب جالندھری کی نعش ۱۰ ستمبر کو جالندھر پہنچی۔

خان قلات ہز ہائی نس سر میر محمد اعظم خان ۱۰ ستمبر کی شام کو انتقال کر گئے۔ آپ ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۹۳۱ء میں تخت نشین ہوئے تھے۔

مسٹر پوران چند ملہوترہ آف لاہور کے تیرہ ماہ کے بچہ کو ۱۱ ستمبر اس کی دایہ لارنس باغ کی طرف سے گھر لا رہی تھی۔ کہ ایک موٹر پاس آکر وہاں رکی۔ موٹر والے نے دایہ کو زدوکوب کر کے بچہ چھین لیا اور موٹر میں بیٹھ کر فرار ہو گیا مسٹر ملہوترہ نے اس شخص کے لئے پانچ ہزار روپیہ انعام کا اعلان کیا ہے جو ان کے بچہ کو زندہ لا دے۔

میدناپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے قتل کا ذکر کرتے ہوئے ۱۱ ستمبر کو کونسل آف سٹیٹ میں ہنری ہیگ نے بیان کیا کہ اڑھائی سال کا عرصہ ہوا۔ جبکہ انڈین نیشنل کانگرس نے ایک ریزولیوشن کے ذریعہ جس کے محرک مسٹر گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو تھے۔ بھگت سنگھ راجگورو اور سکھدیو کی بہادری کا اعتراف کیا تھا۔ اس کے بعد انقلاب پسندانہ جرائم کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اب مسٹر گاندھی نے اپنے تازہ بیان میں جو کچھ کہا ہے۔ اس کے متعلق حکومت سمجھتی ہے کہ قتل کی وارداتوں کی اس قسم کی توضیح قاتلوں سے ہمدردی سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔

حکومت پنجاب نے اقتصادی بدحالی کے پیش نظر اعلان کیا ہے کہ امسال فصل ربیع کے لگان میں مختلف شرحوں کے حساب سے ایک روپیہ میں دو آنہ سے لیکر چار آنہ تک لوگوں کو معافی دی جائیگی۔ اس رعایت کا تخمینہ ۹ لاکھ روپیہ سے زائد ہے۔

نیویارک سے ۱۰ ستمبر کی اطلاع ہے کہ کیوبا کی صورت حالات بہت سرعت بد سے بدتر ہو رہی ہے۔ انقلاب پسندوں کی گوشمالی کے لئے حکومت امریکہ نے اپنے آٹھ تباہ کن جنگی جہازوں کو ساحل کیوبا پر لنگر انداز ہو جانے کا حکم دیدیا ہے علاوہ ازیں تین اور جہاز بھی بھیجے گئے ہیں۔ کثیر ذخیرہ حرب کے ساتھ

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور دفتر الفضل قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی